بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حقیقت صوم قرآن کی روشنی میں

روزہ ازروء قراٰن اپنے جوہر میں عدالتی افسروں کے ڈرانے والی سزا ہے بطور پیشگی انتباہ کے لئے ٹریننگ کے دنوں میں اور قراٰن میں بتائے ہوئے جرائم کے مجرموں کے لئے سزا ہے۔ روزہ عبادت نہیں ہے

(بحوالہ سورت البقرہ آیت 187 تا 183-2)

(سورت المائدہ 95)

عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی ویلیج خیر محمد بوہیو تعلقہ و ضلع نوشہرو فیروز سندھ

قرآن کو اگر سیاسی حکمرانی کی کتاب نہیں سمجھا گیا تو اسکی معانی نہیں سمجھی جا سکیں گی

اللہ جب احکم الحاکمین یعنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور جب ملک القدوس ہے یعنی آنیسٹ بادشاہ بھی ہے تو پھر اسکا کلام قرآن خانقاہیت اور ملائیت کی تعویذی کتاب کیوں؟ وردو وضائف کا شاستر کیوں اللہ جب اپنے انبیاء کو ظالم بادشاہوں کے تاج اچھالنے اور تخت گرانے کیلئے بھیجتا ہے تو اتنے سارے بڑے کام انبیاء نے چھو منتر کے ساتھ تو نہیں کئے ہیں بجاء اس کے ستائے ہوئے لوٹے ہوئے مظلوموں کی سیاسی تنظیمی جماعتوں کی حمایت سے کئے ہیں ان کی جانی اور مالی قربانیوں کے ذریعے کئے ہیں یہ جھوٹ ہے کہ موسی نے دریاء کو لاٹھی ماری تو اس کا بہاؤ بند ہو گیا اور بہتے پانی میں اسے راستہ مل گیا قرآن کہتا ہے کہ ہمنے موسی کو دریا کے خشک راہ سے پار پہنچایا ہے (20-77) سو مسجد کی معنی پوجا گھر نہیں بلکہ حکومت کی آفیسیں ہیں صفا، مروہ پہاڑی۔ ٹیلہ کا نام نہیں انکی معنی ہے کہ معاشرہ کے آپس میں ٹکرے ہوئے لوگوں کیلئے اپنے ذہن صاف رکھو اور ایک دوسرے کے ساتھ درگذر کا سلوک کرو صلوۃ کی معنی آفیسز کی ڈیوٹیاں سرانجام دینا ہے اصل عبادت یہی ہے نماز نہیں نماز کی معنی آگ کی پوجا ہے طواف کے مطوف عدالت کی جانب سے مقرر کردہ آوٹ ڈور کے وزٹ کمشنرز ہیں اعتکاف کے معتکف انڈور کے ججز ہیں صوم جسکی غلط معنی روزے رکھی گئی ہے یہ مجرموں کیلئے عدالتی سزا ہے عبادت نہیں (5-95)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عدالتی افسروں کو ٹریننگ کے دوران روزے رکھنے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ(2-183)اس آیت کریمہ کا پہلا جملہ یعنی یاایھا الذین اٰمنوا، سارے قرآن حکیم میں صرف اور صرف مدنی سورتوں میں استعمال ہوا ہے۔ صرف اٰمنوا کا لفظ تو مکی اور مدنی سورتوں میں مشترکہ طور پر کئی بار استعمال ہوا ہے لیکن پورا جملہ یا ایھا الذین اٰمنو یہ صرف مدنی سورتوں میں آیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جناب رسول علیہ السلام مکہ سے جب مدینہ کو ہجرت کر کے تشریف لے آئے تو وہاں بلاشرکت غیرے حکمران بنے یعنی مکہ کے عرصہ قیام میں جو رؤساء مکہ کی بھی حکمرانی تھی وہ اب مدینہ میں نہیں رہی تھی اس سے اللہ کے خطاب یا ایھاالذین اٰمنوا سے یہ عندیہ ملا کہ ہجرت کے بعد مدینہ میں آنے سے جناب محمد علیہ السلام جب بلاشرکت غیرے منشور قرآن کے حوالہ سے حاکم بنے ہیں تو ہم بھی اسے اٰمنوا بمعنی دنیاوالوں کو امن دینے کا ذمہ دار حاکم مانتے ہیں اس ساری ماجرا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلامی مملکت وہ ہو سکتی ہے جس میں جملہ قوانین قرآن نافذ ہوں۔ اور ان پر عمل کیا جائے ایسا نہ ہو کہ نؤمن ببعض و نکفر ببعض یعنی ملک کو تو اسمبلی کے بنائے ہوئے آئین پر چلایا جائے اور ساتھ براء نام اسلام۔

اسکے اخیر میں اٰمنوا کلیبر کے حکمرانوں کو آیات (2-187) تک قوانین قرآن کی ٹریننگ حاصل کرنے کے ایام میں روزے (صوم) رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جس کی علت اور حکمت یہ سنائی گئی ہے کہ لعلکم تتقون یعنی قوانین قرآن سیکھنے اور انہیں نافذ کرتے وقت صوم کی حالت میں رہنے کی وجہ سے لازم ہے کہ آپ کے اوپر تقویٰ کی کیفیت طاری ہو جو صوم کی حالت میں یعنی کھانے پینے سے بندش کی حالت میں ہو سکتی ہے لفظ وقیٰ۔ یقی و قایہ کی معنی ہے بچنا بچانا جسکا مطلب ہوا کہ ظلم کرنے سے اور کرپشن سے خود کو بچائیں اسکی عملی تعبیر یہ سمجھیں کہ اگر کوئی شخص کانٹوں بھری جھاڑیوں میں سے اس انداز سے بچ بچا کے

گذرے جو کوئی بھی کانٹا نہ اسکے جسم پر خراش لائے نہ کپڑا پھٹے ایسے آدمی کو بڑا متقی کہا جائے گا۔ متقی کی معنی جو رائج الوقت معاشرہ میں صوفی اور راہب وغیرہ مشہور کی گئی ہے یہ غلط ہے متقی شخص وہ ہے جو آنیسٹ ہو میری یہ دعویٰ کہ ان چھ عدد آیات (2-183) سے (188-2) میں انتظامیہ کی بیوروکریسی کو خطاب کیا گیا ہے اسکو سمجھنے کے لئے قارئین آخری آیت 188 کو غور سے پڑھیں۔

قرآن کو اللہ سے لینے اور معاشرہ میں نافذ کرنے کیلئے طاقت کی ضرورت ہے

انسان جب ابتداء میں معرض وجود میں آیا تو اللہ نے اسکی عقل وفہم میں یہ بات رکھی کہ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلاَ مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا (2-35) یعنی یہ فروٹ وزرعی اجناس سے ہری بھری دھرتی تمھارے لئے ہے اسے تم سب مرد خواہ عورتیں ہر جگہ سے کھا پی سکتے ہو۔ اسکے بعد اس مثبت حکم کے ساتھ ایک منفی حکم بھی دیا کہ ولاتقربا هٰذه الشجره یعنی مشاجرت والی پالسیوں کے قریب نہ جائیں لیکن قرآن خود بتاتا ہے کہ انسان نے ممنوعہ حدود کو کراس کیا اتنا اتنا جو ذاتی ملکیت کی خاطر لوٹ کھسوٹ سے محنت کشوں کو ننگا تک کر دیا (7-20) پھر اللہ نے انسان کو اسکی ایسی نافرمانیوں کی وجہ سے فرمایا کہ تم ہمارے دئے ہوئے عقل کو بھی خود سے سمجھنے والے لوگ نہیں ہو اب میں خود ہر دور میں ہدایات کے منشور تمہیں دیا کروں گا جو تمہیں حال و مستقبل میں بے خوف اور بے غم رکھے گا (2-38) سو اگر تم لوگوں نے پھر بھی اپنی والی انفرادیت پسندی کو نہ چھوڑا تو اخروی زندگی میں تمہارا انجام دائمی دوزخ ہو گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دنیاوی زندگی میں جو انبیاء علیہم السلام کی معرفت ہدایات ملیں گی ان پر عمل کرنا انکو معاشروں میں نافذ کرنا ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہو گی اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے قوت نافذہ کی ضرورت پڑے گی جو کہ حکومت اور حاکمیت کے اختیارات پر موقوف ہے اگر اللہ کی جانب سے ملی ہوئی ہدایات کی کتابوں کو طاقت کے ساتھ معاشروں میں نافذ نہیں کر سکتے تو ان کتابوں کے

اندر جتنی بھی سچائی اور حقانیت ہے وہ بغیر عملی نفاذ کے گویا کہ بے اثر تعویذ کے مثل ہوئی۔ سو منشور کے نفاذ کے لئے حکومت حاکمیت اور طاقت چاہیے ورنہ وہ بغیر قوت نافذہ کے علم وحی یعنی قرآن بھی پھر بے اثر وظیفوں اور تعویذوں کی کتاب ہو جائے گی بلکہ بنائی بھی گئی ہے اس لئے اللہ نے اپنے علم وحی کے لئے فرمایا کہ خُذُواْ مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُواْ مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (7-171) یعنی ہم نے جو علم آپکو دیا ہے اسکے لینے اور سنبھالنے کے لئے بھی طاقت کی ضرورت ہے اب بتایا جائے کہ جس کے ابتدائی طور پر صرف لینے کے لئے طاقت کی ضرورت ہے اس سے ثابت ہوا کہ لینے کے بعد کے جو مراحل ہیں یعنی ایک تو معاشرے میں نافذ کرنا دوم اسے دشمنوں کی تحریفی خیانتوں سے محفوظ رکھنا اور پھر اسکی معانی اور مفاہیم کو محفوظ رکھنا یہ کتنے تو کٹھن مراحل ہیں اس قرآن کو یعنی حرفی خیانتوں والے قرآن کو اللہ نے لاہوری اور سعودی اہل حدیثوں کے ملاوٹوں والے نسخوں کو پرنٹ مطبوعہ شکل میں مارکیٹ میں آنے سے روکا ہوا ہے البتہ اتنا افسوس ضرور ہے کہ سعودی کویتی مصری اور پاکستانی ملاوٹ کردہ نسخوں کا لاہوری اہل حدیثوں نے اپنے مطبوعہ رسالہ ماہوار رشد میں اقرار بھی کیا ہوا ہے جب بھی عالم اسلام کی مذہبی پیشوائیت کے منہ پر میٹھے سمینٹ کا پلستر چڑھا ہوا ہے جو انہوں نے اب تک اسپر کوئی احتجاج نہیں کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

میں دنیاء اسلام کی مذہبی پیشوائیت کو انکی خاموشی پر کیا کہوں؟ امت اسلامیہ کی سیاسی قیادتیں بھی خاموش ہیں اصل میں قرآن کے اندر حرفی خیانتوں کی ڈوری ہلانے والی عالمی صیہونی سامراجی سرمایہ دار مافیا ہے اس لئے قرآن کی بات سچی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ کے علم وحی کو سنبھالنا اور بچانا تو بڑی بات ہے صرف وصول کرنا اور خود کو صاحب قرآن وارث قرآن کہلانا بھی ہر ایرے غیرے کے بس کی بات نہیں ہے (2-63)۔

اس لئے اللہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے علم وحی کے حاملین انبیاء کرام کو کوئی ختم خور ملا نہیں بنایا تھا میرے انبیاء اتنے خود دار اور غیور تھے جو اپنے اور اہل دعیال کی روٹی پانی کے لئے وَما أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ

فِي الْأَسْوَاقِ (25-20) یعنی اے محمد علیک السلام صرف آپ اکیلے بازار کی پھیری والی مزدوری پر گھر کی روٹی پانی کے لئے مزدوری نہیں کر رہے (25-7) لیکن آپ سے پہلے والے میرے جملہ انبیاء بازاروں کی محنت مزدوری سے خود کو اور اپنے عیال کو پالتے تھے۔ ان اٰیات سے ثابت ہو گیا کہ چندوں اور نذرانوں پر پلی ہوئی مذہبی پیشوائیت میں قرآن سے یاری رکھنے کی توفیق اور غیرت نہیں آسکتی جو بھیک مانگے گا وہ سچ نہیں بول سکے گا۔ یعنی کوئی بھی انقلابی آدمی حرامخوروں لٹیروں کے بھتوں اور چندوں سے انقلاب نہیں لا سکتا۔

سارے انبیاء اپنے اپنے زمانہ کے بادشاہ تھے (5-20) بادشاہی انتظامی عہدہ ہے جو نعمت بھی ہے

بہر حال اللہ کے علم وحی کی ہر دور کی کتابیں جو انبیاء کو دی گئی تھیں وہ سب کی سب قرآن سمیت دنیا کے فرعونوں قارونوں اور خانقاہیت کے سرپرست ہامانوں کے تخت گرانے اور تاج اچھالنے کے لئے دی گئی تھیں اس لئے جو بھی شخص قرآن حکیم کو سیاسی حکمرانی کی منشور اور دستور کتاب تسلیم نہیں کرتا وہ خود کو مسلم کہلانے کا حقدار نہیں ہے قرآن نے تو دنیا اور آخرت دونوں کی زیب وزینت اور اللہ سے اسکے مطالبہ کی تعلیم دی ہے (2-201) تو جو دنیا کی عزت وحاکمیت اور غلبہ کو اہمیت نہیں دیگا تو اسکی عاقبت بھی رسوائیوں والی ہوگی آپ دنیا میں غالب اور حکمران جب ہو سکتے ہیں جب آپ کے منشور قرآن کو حاکمیت ملے گی۔ چونکہ میرا یہ مضمون قرآن حکیم کی روشنی میں حکومت قائم کرنے کی گذارشات پر مشتمل ہے اسلئے قرآنی حکومت میں جو محکمہ عدلیہ قائم ہو گا اس میں جو جرائم خون قتل اور ایک دوسرے کو زخم پہنچانے کے واقعات ہوں گے قرآن نے ججز کو انکے فیصلے کرنے کیلئے سارے احکام اٰیات (2-178) میں اور (5-45) میں تفصیل کے ساتھ سمجھادئے ہیں باقی رہے وہ گناہ جن میں مار دھاڑ کے سواء جو دوسرے درجہ کے جرائم ہوں سو انکی سزاؤں کیلئے اللہ نے تین قسم کی سزائیں بتائیں ایک کسی غلام کو آزاد کرنا دوم جرم کی مقدار کے مطابق

بطور سزا کے جرمانہ میں اسکو صوم رکھنے (یعنی روزے رکھوانے) کی سزا دینا جس سزا کو قرآن نے جرمانہ اور مصیبت کا نام دیا ہے (5-95) سو مہربان قارئین غور فرمائیں کہ روزہ جب قرآن کی زبان میں عدالتی سزا ہے اور مصیبت ہے تو علم حدیث کی گھڑاوتوں میں اسکو جو عبادات میں شمار کیا گیا ہے بجاء عدالتی سزا والی مصیبت کے۔ وہ اسلئے کہ علم حدیث بنانے والے جناب رسول اللہ کو حکومت قائم کرکے حکمرانی کرنے اور قرآن کو اس حکومت کا قانون اور منشور تسلیم نہیں کر رہے۔ اس لئے مہربان قارئین خود قرآن سے انبیاء اور علم وحی کا تعارف معلوم کریں جو یہ ہے کہ۔وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا(21-79) ہم نے جملہ انبیاء علیہم السلام کو حکمران بنایا تھا اور علم وحی عطا کی تھی۔

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّهُ وَلاَ تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا(4-105) ہم نے نازل کی تیری طرف کتاب تاکہ فیصلے کرے (حکومت کرے) تو لوگوں کے درمیان اللہ کی دی ہوئی علمی بصیرت سے اور خیانت بازوں کی خاطر جھگڑنے والا نہ بننا۔

مَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِهِ إِلاَّ أَسْمَاء سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَآؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلّهِ أَمَرَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَـكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَعْلَمُونَ (12-40) اللہ کے سوا جن جن کی بھی تم لوگ پوجا کرتے ہو ایسے سارے نام تم اور تمہارے باپ دادوں کے گھڑے ہوئے ہیں جن کے لئے نہیں نازل فرمایا اللہ نے کوئی بھی دلیل بادشاہی اور حاکمیت صرف اللہ کی ہے حکم دیا ہے اس نے کہ کسی کی بھی عبادت نہ کرو سواء اس وحدہ لاشریک کے یہی پکا اور پختہ دین ہے لیکن لوگوں کی اکثریت نہیں جانتی۔ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (5-44) جو بھی کوئی شخص اللہ کے نازل کردہ علم وحی کے ساتھ فیصلے نہیں کرتا ایسے سب لوگ کافر ہیں۔

جناب قارئین! یہاں ذکر کردہ ان مختصر چار آیات کو بار بار غور سے پڑھیں کیا ان میں کوئی خانقاہی دنیا کی نام نہاد روحانیت تعویذوں کی باتیں ہیں!!؟ یا چلہ کشی کے ورد وظائف کی باتیں ہیں!!؟

یہ اٰیات صاف ثابت کر رہی ہیں کہ اللہ کے انبیاء سب کے سب اپنے اپنے دور کے انقلابی حکمران تھے۔ بادشاہ تھے اور انکو ملی ہوئی علم وحی کی کتابیں حکومت چلانے کیلئے دستور اور منشور ہوا کرتی تھیں۔

قراٰن کی ہدایات واصطلاحات کو خود قراٰن کے سکھائے ہوئے فن تصریف اٰیات سے پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے تو یہ کتاب معاشرت کی جملہ مقتضیات معیشت اور سماجیات کی ایک لاجواب رہنما کتاب ہے جس میں مدار ریاست علوم سیکیولرازم سوشلزم نیشنلزم کے وہ فارمولے موجود ہیں جن کے ساتھ ریاست کا ہر ایک شہری ملک کا خادم بھی ہے تو مالک بھی۔ اس قراٰنی منشور سے قائم شدہ انقلابی معاشرہ میں مؤمن ممبر ساتھی جو اگر نابین بھی ہے جب وہ اپنے قائد انقلاب جناب رسول علیہ السلام کی خدمت میں مسئلہ معلوم کرنے آیا ہے عین اسی وقت جناب رسول کی خدمت میں مشرکین مکہ کے بعض رئیس بھی کچھ مسائل پوچھنے آئے بیٹھے تھے لیکن مؤمن نہیں تھے تو جناب رسول کو اپنے نابین ساتھی کی طرف سے بیچ میں کچھ سوال پوچھنے پر ناگواری گذری وہ بھی اس خاطر کہ جو مخالف لوگ کم ہی آتے ہیں اگر آج وہ آگئے ہیں تو کیوں نہ انکو میں اپنے افکار و نظریات کا قائل ہی کر لوں جبکہ یہ میرا نابین ساتھی تو ہر وقت ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ غور کیا جائے اسکے باوجود بھی اللہ کو اپنے رسول کی اپنے ساتھی کی مداخلت پر ناگواری پسند نہیں آئی اور فوراً توجہ دلاؤ نوٹس آگیا کہ خبردار! یہ اندھا تو مؤمن اور انقلاب کا ممبر ہے وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى۔ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَى (80-3-4) تجھے کیا خبر کہ تیری نصیحتوں سے تو یہ پاکیزگی حاصل کرے گا اور سمجھے گا پھر اسے تیری نصیحت فائدہ بھی دے گی باقی جو پہلے والے مغرور لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہیں ان کے ساتھ باتیں کرنا تو دیوار سے سر مارنے کی طرح بے سود ہے۔

جناب قارئین! میں اس مختصر تمہید کی روشنی میں عرض گذار ہوں کہ اللہ کی کتاب قرآن ملکوں قوموں ریاستوں معاشروں کے اصلاح احوال کی ایک مکمل انقلابی سیاست کیلئے رہنما کتاب ہے اور گورنمنٹ چلانے کی دستور اور منشور کتاب ہے لفظ سیاست کی معنی ہے تدبیر مملکت اس کتاب کے دئے ہوئے نظریہ کے مطابق جب ایک نابین غریب اور انقلاب کے ممبر کی اتنی عزت ہو گی بمقابلہ رئیس اور سردار کلیبر کے لوگوں کے تو کیا پھر ان امیروں اور پیٹ بھرے لوگوں نے اپنے کرایہ پر خریدے ہوئے دانشوروں سے اس کتاب کی انقلابی تعلیم کی اصطلاحات اور احکامات میں معنوی خیانتیں نہیں کرائی ہوں گی؟!!!جو ان انقلاب دشمن محرفین نے قرآن کی اصطلاح حج بمعنی کورٹ اور عدالت (2-189)(40تا 22-26) کی معنی بگاڑ کر اسے تیر تھ یاترا کر دی ہے مطوفین کی معنی عدالت کی طرف سے فریادوں کے علائقہ جات کا وزٹ کمشنر۔ اس معنی کو دشمنوں نے مسجد کعبہ کی دیواروں کو بے مقصد پھیرے دینے کر دیا اور قرآن کی اہم اصطلاح عاکفین جس کی معنی ہے کورٹ کے انڈور کے افسر ججز جو اپنے وزٹ کمشنروں کی رپورٹوں پر غور و فکر کر کے فیصلے صادر کرنے والے۔ تو اس معنی کو سامراجی کرایہ پر خود کو امام کہلانے والوں نے عاکف کی معنی مسجدوں میں محبوس ہو کر اللہ سے ملنا جو اللہ انکی سوچ میں مسجدوں سے باہر نہیں مل سکتا جبکہ اللہ کا فرمان ہے کہ فَأَيْنَمَا تُوَلُّواْ فَثَمَّ وَجْهُ اللّهِ(2-115)یعنی جس جگہ بھی جس طرف بھی رخ پھیروگے مجھے سامنے پاؤگے۔ اللہ نے اپنی کتاب قرآن کے متن کی حفاظت کا ذمہ تو خود سنبھالا لیکن انقلاب دشمن کرایہ پر آئے ہوئے یہود مجوس و نصاری کی کیمپوں سے امامی گینگ کے دانشوروں نے قرآن کے انقلابی مفاہیم و مسائل کو بگاڑنے کے لئے قرآن کے اندر معنوی خیانتیں کی مثال عربی لفظ ابابیل جو جمع ہے ابل کا ابل کی معنی اونٹ، تو امامی علوم کے ماہرین نے ابل اور ابابیل کی معنی آدھے چھٹانک والی کالی چڑیا کر دی قرآن نے جناب رسول کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ(105-4)اے محمد علیک السلام تو ہاتھیوں کے لشکر والوں پر اپنے ساتھیوں کا اونٹ سوار ہر اول دستہ لے کر مقابلہ میں انپر سنگ

باری کر رہا تھا آیت کے لفظ ترمی جو واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ہے جسکا ترجمہ آپنے پڑھا لیکن معنوی تحریف کرنے والے مترجمین نے لکھا ہے اس صیغہ کو جمع مؤنث غائب بنا کر کہ ان کالی چڑیوں نے کنکریٹ پھینکی لشکر والوں پر اللہ نے حجارہ جمع حجر کا لفظ استعمال فرمایا جو کم سے کم آدھے کلو وزن کا ہو جب وہ دشمن کو لگنے سے اسے کوئی زخم بھی پہنچا سکے تو دشمنان قرآن مترجمین نے حجر احجار حجارہ کی معنی کنکریٹ کا دانہ کردی جو آدھے چھٹانگ والی چڑیا کی چونچ میں بھی نہ آسکے تحریف شدہ معنی کو مسخ شدہ مسلم ذہنیت سے منوانے کے لئے یعنی اونٹ کو چڑیا اور حجر کی ضخامت والے پتھر کو کنکریٹ کی روڑی منوانے کے لئے واعظی مولویوں نے اسے کرامت اور معجزہ کا لیپ چڑھایا کہ ان چڑیوں نے یہ روڑی کے دانے جہنم سے لائے تھے (میرے خیال میں جہنم شہر مکہ کے قریب وجوار میں کہیں بھی واقع نہیں ہے بلکہ اس دنیاوی دور میں روء زمین پر کہیں بھی نہیں ہے)۔ یہ سورۃ الفیل علم روایات کی اس مشہور کردہ روایت کو جھوٹ قرار دیتی ہے کہ بادشاہ ابرہ جب کعبہ پر حملہ کرنے آیا تو شہر سے باہر نبی علیہ السلام کے دادا عبد المطلب کے اونٹوں کا ریوڑ پایا اور بادشاہ نے ان سارے اونٹوں پر قبضہ کرکے انکو ضبط کر لیا اس پر عبد المطلب بادشاہ کے پاس آیا اور اس سے اپنے اونٹوں کے واپس کرنے کا مطالبہ کیا بادشاہ نے جواب میں کہا کہ میں تو آپ کے کعبہ کو مٹانے کے لئے آیا ہوں آپ کو اپنے اونٹوں کی فکر ہے!! عبد المطلب نے جواب دیا کہ کعبہ کا مالک اللہ ہے وہ کعبہ کے لئے آپ سے نمٹے گا اونٹوں کا مالک میں ہوں اس لئے میں اپنے اونٹوں کا مطالبہ کر رہا ہوں غور کیا جائے کہ روایات بنانے والوں نے متولی کعبہ کیلئے کتنا تو جھوٹ بولا ہے کہ اسے کعبہ سے زیادہ اونٹوں کی فکر تھی پھر جو قرآن نے بتایا کہ نوجوان محمد علیہ السلام اپنی فوج کا اونٹ سوار لڑاکو دستہ لے کر دشمن سے لڑا ہے تو اب بتایا جائے کہ علم حدیث کی یہ کوشش ثابت ہو گئی نا کہ وہ اپنے حقوق کی خاطر جنگ اور لڑائی کو درست نہیں قرار دیتے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایسی خلاف جہاد حدیثیں بنانے والے بھی اپنے زمانہ کی تبلیغی جماعت اور مرزا غلام احمد

قادیانی کی طرح کے اپنے دور کے سامراج کے آدمی تھے جن کا مقصد اسلام سے جہاد کا نظریہ ختم کرنا ہے۔

ہمارا نبی نبوت ملنے سے پہلے فوجی کمانڈر رہا ہے جناب داؤد علیہ السلام کی طرح

محترم قارئین! قرآن حکیم کی معناؤں میں دجل کرنے والے دجال صفت مترجمین نے جب اونٹ کی معنی چڑیا کر دی اور صیغہ ترمی یعنی واحد مذکر مخاطب کو جمع مؤنث غائب کر دیا تو اب اپنا دجل چھپانے کے لئے جناب رسول علیہ السلام کو جو جناب داؤد علیہ السلام کی طرح نبوت ملنے سے پہلے فوجی افسر بھی رہا ہے۔ دشمن سے اونٹ سوار لڑا کو ہر اول دستہ کی کمانڈ کرتے ہوئے لڑا بھی ہے (105-4) اسکے لئے حدیثوں میں لکھا ہے کہ وہ اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہوئے تھے پھر جو ان حدیث سازوں نے جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کا سال ولادت پیدائش 570ع لکھا ہے اس میں تو انہوں نے یہ تیس سال بعد کا سال بتایا کیونکہ اندازا اونٹ سوار فوجی دستہ کی کمانڈنگ کرنے والے کی عمر تیس سال تو ہونی چاہیے!!! سو جو حدیث ساز لوگ اونٹ کی معنی چڑیا کریں اور آدھے کلو کے پتھر کی معنی کنکریٹ یعنی ایک روڑی کا دانہ تولہ کے وزن برابر کریں تو ان سے کیا بعید ہے کہ وہ قائد انقلاب خاتم الانبیاء کی عمر میں گھپلہ نہ کریں وہ بھی صرف اس لئے کہ دنیا والوں کو باور کرائیں کہ انبیاء صوفی اور پیر ہوتے ہیں میدان جنگ میں لڑنا انکا شیوہ نہیں ہے یہی فلسفہ ہے انگریزوں کا مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنانے کا کہ اب اسلام میں جہاد منسوخ ہو گیا جنگ کرنا حرام ہے اور یہی فلسفہ ہے انگریز کا امت مسلمہ میں دلی کے اندر نظام الدین اولیاء کی قبر پر اور رائیونڈ میں سات نکات والی تبلیغی جماعت قائم کرنے کا۔ ہمیں علم حدیث کے استادوں نے بھی پڑھاتے وقت سنایا تھا کہ جنگوں میں جناب رسول اللہ نے اپنے ہاتھ سے کسی بھی دشمن کو نہیں مارا۔ کم سے کم میں تو ان دنوں فلسفہ نبوت اور علم قرآن سے جاہل اور لاعلم تھا۔ اب سوچتا ہوں کہ قرآن جو بتاتا ہے کہ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَـٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَـٰكِنَّ اللّٰهَ رَمَى (8-17) یعنی اے میرے نبی! دشمن سے تمہاری جنگ اور قتال میرے حکم سے تھا یعنی

تمہاری ان سے جنگ یہ میری ہی جنگ تھی جو تم نے لڑی اے محمد علیک السلام تو جو میدان جنگ میں دشمن پر تیر اندازی کر رہا تھا اور تو میرا نمائندہ تھا تیری تیر اندازی بھی میری تیر اندازی کہی جائیگی اس لئے کہ اس لڑائی کا حکم تو میں نے دیا تھا کہ فَقَاتِلُواْ أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لاَ أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ (9-12) پھر کفار کے لیڈروں کو مارو یہ بڑے بے ایمان ہیں میں نے آپ کو حکم دیا تھافَاضْرِبُواْ فَوْقَ الأَعْنَاقِ وَاضْرِبُواْ مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (8-12) دشمنوں کی گردنیں اڑاؤ۔ اور جو گردنین اڑانے سے بچ جائیں وضربوامنهم كل بنان انکے سارے جوڑوں پر ایسی چوٹیں مارو جو اگر زندہ بھی رہیں تو گوشت کی ڈھیری کی طرح پڑے رہیں یہ جنگ کا حکم میں نے تمہیں اس لئے دیا تھا کہ وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا (4-75) یعنی جن مؤمنین کو مکہ سے ہجرت کرنے کی توفیق نہیں تھی پیچھے ان روساء مکہ سرداروں نے ان مردوں عورتوں بچوں کو سسکا سسکا کر مارا تھا ستایا تھا اسپر وہ بے سہارا لوگ پکار رہے تھے کہ اے ہمارے رب اس ظالموں کی بستی سے ہمیں کوئی جاء پناہ دے جہاں کوئی ہمارا ولی وارث بنے کوئی مددگار بنے۔

محترم قارئین! آپنے غور فرمایا کہ قرآن نے ظالموں کے خلاف دنیا میں مظلوموں کی حمایت میں کس طرح تو انقلابیوں کو سفارش کی ہے حکم دیا ہے کہ تم لوگ لٹیروں ظالموں کے خلاف ہر وقت مستعد اور تیار رہو۔ لیکن یہ بات دنیا کے استحصالیوں کو پسند نہیں تھی اس لئے انہوں نے کرایہ پر پالے ہوئے دانشوروں عالموں کو امامت کا عمامہ پہنا کر قرآن کی عادلانہ انقلابی اصطلاحات کی معانی میں ہیر پھیر کرائی ہے میں یہاں اس مختصر تمہید کے بعد قرآن حکیم کی جانب سے اسلامی حکومت کی جوڈیشری ڈپارٹمنٹ کی رہنمائی کی خاطر بعض معاشرتی جرائم پر جو سزائیں دینے کی تعلیم دی گئی ہے جس سزا کو قرآن حکیم نے صوم کا نام

بھی دیا ہے (95-5) جسکی معنی ہے روک کنٹرول اور بندش تو اسکو عبادت قرار نہیں دیا جاسکتا اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ دشمنان قرآن نے اسکی معنی جو روزہ کی ہے وہ اسلئے کہ کوئی صوم کی قرآن میں بتائی ہوئی اصل حقیقت کی طرف توجہ نہ کر سکے جو کہ وہ کفارہ اور وبال یعنی جرمانہ اور مصیبت بتائی ہے (95-5) اب کوئی بتائے کہ مصیبت بھی کبھی عبادت ہوئی ہے؟ !!سزا بھی کوئی عبادت ہوئی ہے؟!!میں سارے ایسے لوگوں سے سوال کرتا ہوں جو روزوں کو عبادت قرار دیتے ہیں کہ سورت النساء کی آیت نمبر 92 میں حکم ربی ہے کہ جو شخص کسی مؤمن شخص کو بھول چوک میں بغیر عمد کے قتل کر بیٹھے تو اس کے لئے پہلے نمبر پر سزا ہے اور جرمانہ ہے کہ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلاَّ أَن يَصَّدَّقُواْ (92-4) یعنی وہ کسی مؤمن غلام کو آزاد کرے۔۔۔ آگے اسی آیت میں ہے فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّهِ یعنی اگر غلام آزاد کرنے کے لئے نہیں ہے تو دوماہ لگاتار روزے رکھے اللہ کے ہاں اپنی توبہ قبول کرانے کے لئے اب بتایا جائے کہ قاتل کے لئے یہاں جو دوعدد سزائیں سنائی گئی ہیں کیا ایک سزا غلام کو آزاد کرانا اگر سزا ہوگی تو دوسری روزے رکھنے کی سزا عبادت ہو جائے گی کیا؟!!!۔ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 89 میں حکم ہے کہ جو کوئی شخص اپنی ایگریمنٹ یعنی پختہ عقد سے مکر جائے تو اسکے لئے پہلی سزا ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے دوسرے نمبر پر ہے کہ یا کسی غلام کو آزاد کرے آگے فرمایا کہ مَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ ذَالِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ ۔۔۔۔(89-5) یعنی شروع کی سزاؤں کی اگر کسی میں سکت وبرداشت نہیں ہے تو وہ تین دن کے روزے رکھے یہ اسکی حلف عدولی کی سزا ہے اور جرمانہ ہے۔

جناب قارئین! روزوں کے سزا یا جرمانہ یا مصیبت اور وبال ہونے کیلئے پڑھیں سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 95۔ قرآن کی قوانین اور معاشرتی جرائم اور انکی سزاؤں پر اگر قارئین لوگ غور فرمائیں گے تو کسی بھی جرم کی سزا سزاء قید نہیں ملے گی یعنی مجرم پیش ہوا ثبوت مل گئے سزا فی الفور اسی وقت عمل میں لاگو کی جائے گی یعنی پورا جیل ڈپارٹمنٹ کینسل

اس میں نہایت بڑی معاشرتی فلاسفی ہے یعنی مجرم انویسٹیگیشن کا پراسیس بھی گھر میں گذارے ثبوت جرم سے پہلے کوئی سزا نہیں ہے حکومت کا ایسا سلوک بھی انتہائی سدھرے ہوئے معاشرہ کے لئے ہے جس میں مجرم خود آکر رضاکارانہ طور پر کہے کہ مجھ سے یہ جرم ہوا ہے میں آیا ہوں مجھے سزا دی جائے سزا لے کر پھر گھر چلا جائے جا کر اس سزا کو عمل میں لے آئے پھر وہ سزا روزوں کی شکل میں ہو یا قصاص کی شکل میں۔ ورنہ جیل خانے تو مجرم ساز فیکٹریاں بنی ہوئی ہیں۔

قارئین لوگوں کو حقائق قرآن سمجھنے کے لئے مخصوص الفاظ کی مخالفین قرآن لوگوں کی طرف سے بنام علم حدیث جو معنائیں بتائی گئی ہیں انکی ایسی خیانتوں کے اوپر گہرائی سے غور کریں پھر وہ ایسی تحریفات معنوی کی فلاسفی کو پہنچ پائیں گے کم سے کم مثال کے طور پر قرآن حکیم کے لفظ صوم کو ہی لیجیئے صوم کی معنی عربی لغت کے لحاظ سے ہے روک کنٹرول اور بندش پھر اسکی معنی جملہ غیر عربی زبانوں میں یعنی فارسی اردو پشتو پنجابی سندھی بلوچی مطلب کہ دیگر جملہ زبانوں میں روزہ کیوں رکھی گئی ہے جس کا اصل عربی زبان کی معنی و مفہوم کے ساتھ کوسوں تک کوئی جوڑ نہیں ملتا کیوں کہ روزہ فارسی زبان کا لفظ ہے اسکی معنی ہے دہاڑی۔ ایک دن یا روزانہ اور ڈیلی ہی لیجیئے اب بتایا جائے کہ انکی عربی معنے روک بندش اور کنٹرول سے کیا مناسبت ہے!!!؟

جناب قارئین یہ تو قرآن کا کمال ہے جو اسکے دشمنان کو قرآنی اصطلاح کی معنی میں بھی خیانت کے لئے کوئی مناسب لفظ نہیں ملا لیکن مسلم امت کی ذہنی اور عقلی دیوالیہ پن کا بھی کمال ہے جو اتنی کھلی ہوئی خیانت کو بھی نہیں پکڑ سکے اور نہیں سمجھ سکے مسلم امت کے مشاہیر کی چشم کوری اور اندھے عقل پر کتنا ماتم کریں جو اللہ نے قرآن میں اہم اصطلاح "صلوۃ" کی جو معنی خود ہی قرآن میں سکھادی اتباع اور پیچھے پیچھے چلنا(75-31-32) تو لفظ اتباع اور پیروی کی معنائیں جملہ غیر عربی زبانوں میں جدا جدا الفاظ کے ساتھ موجود ہیں لیکن دشمنان اسلام آتش پرست حدیث ساز اہل فارس نے "صلوۃ" کی معنی میں جو اپنی والی آگ

کی پوجا کی خاطر ایجاد کردہ جو لفظ نماز انکے ہاں اسلام کے آنے سے صدیوں پہلے سے مروج تھا اس کو ہی فٹ کر دیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اگر فارسی زبان میں صلوۃ کی معنی نماز کر دی گئی ہے تو پشتو والے اپنی زبان میں تابعداری کے مفہوم کی خاطر بجاء نماز کے کوئی اور لفظ لے آتے ایسے سندھی لوگ بھی بجاء نماز کے کوئی اور لفظ لے آتے اردو اور پنجابی لوگ تابعداری کے بجاء پیچھے چلنا لے آتے لیکن سب قوموں نے اپنی زبانوں کی معانی اور مفاہیم کو چھوڑ کر فارسی زبان کے آتش پرستی کی معنی والے لفظ نماز کو کیوں قبول کیا؟ افسوس ہے کہ ایسی تحریفات جو قرآن حکیم کے نہایت اہم الفاظ جنکی نظام مملکت چلانے میں بہت بڑی اہمیت ہے ان کو علم حدیث بنانے والوں نے بگاڑ کر کیا سے کیا کر دیا جس طرح اعتکاف طواف۔ صفا۔ مروہ۔ صبر۔ شکر۔ مسجد۔ حج۔ عمرہ وغیرہ اب قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنے عقل پر زور لگا کر سوچیں کہ جب عربی زبان میں لفظ صوم کی معنی رک جانا ہے اور مخصوص بندشوں، کھانا پینا اور جماع سے بندش فجر سے لیکر عشاء تک خود کو جکڑ کر کنٹرول میں رکھنا ہے تو اسکی معنی علم حدیث بنانے والوں نے لفظ روزہ یعنی ہر روز اور ایک دن کیوں تجویز کی؟ اس معنوی تحریف کو سمجھنا کوئی مشکل کام بھی نہیں تھا پھر علم حدیث سے فقہ بنانے والے اماموں نے بھی مکھی پر مکھی ماری وہ بھی اسلئے نہیں کہ وہ کوئی نسل کے حساب سے پرشن اسپیکنگ ہوتے ہوئے عربی زبان نہیں جانتے تھے بلکہ حدیث ساز اور فقہ ساز سارے فارس کے امام عربی جانتے ہوئے بھی قرآنی لفظ صوم کی معنی کے اندر تحریف کرنے میں آپس میں متفق اور متحد تھے اور جو قرآن کے اصل ترجمان عرب اور قریش تھے انکو جو فرضی آل رسول اور ابن رسول کی مظلومیت کے فرضی قصوں سے عباسی دور کے آتے ہی قتل کیا گیا اور اصلی قرآنی علوم کو آل رسول نامی انقلاب کے آتے ہی جلا دیا گیا اور علماء امت کو بنو امیہ کی گالی دیکر بے دریغ قتل کیا گیا۔ صرف متن قرآن بچ گیا جو اسکی حفاظت کا ذمہ اللہ عزوجل نے خود لیا ہوا ہے۔

نہ صرف لفظ صوم کی معنی میں خیانت کی گئی ہے بلکہ اسکی قرآنی مقصدیت یعنی سزا اور وبال کو بھی عبادت کا نام دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں قرآن حکیم نے صوم (روزوں) کے

اوقات کیلئے فرمایاہے کہوَكُلُواْ وَاشْرَبُواْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّواْ الصِّيَامَ إِلَى الَّليْلِ (2-187)یعنی کھاؤپیو صبح کاوقت کالے دھاگے سے یعنی کالی رات سے فجر کے نمایان ہونے تک پھر پورا کرو روزوں کورات کے آنے تک۔

یہاں قرآن حکیم نے روزے کی شروعات کاوقت فجر کامشہور ٹائیم بتایاجورات کی کالک بمعنی کالے دھاگے سے صبح کی سفیدی یعنی سفید دھاگہ کا جدا ہونا معنی فجر کا ٹائیم جو طلوع آفتاب تک کابتایا گیاہے اسکے بعد روزے کے اختتام کاوقت سمجھایاالی اللیل یعنی رات کے آنے تک اب غور کیاجائے کہ آیت کریمہ میں اوقات صوم دونوں طرف سے بتائے فجر سے شروع کرکے رات کے وقت تک یعنی عشاء کاٹائیم لیکن امامی علوم کی روایات اور فقہوں میں اس آیت کے الفاظ کی معنی کی گئی فجر کی معنی سحری اور عشاء کے وقت رات کی معنی کی گئی ہے مغرب جبکہ یہ دونوں لفظ سحری اور مغرب قرآنی عربی کے ہیں لیکن قراٰن نے انکا استعمال صوم یعنی روزوں کے ساتھ نہیں فرمایاپھر بھی قرآن میں خیانت کرنے والوں نے اوقات صوم کاکیاتوحشر کردیاجوانکی دونوں طرف سے معنی میں دجل اور رولا کردیاہے اگر ہماری بات غلط ہے تو اللہ نے انکے رواج کے مطابق سیدھاسیدھا کیوں نہیں فرمایاکہ من السحر الی المغرب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت صوم قرآن کی روشنی میں

قرآن فہمی کیلئے شرط

قرآن حکیم کی اصطلاحات اور آیات کو صحیح معنوں میں وہ شخص سمجھ سکتاہے جو قرآن کو سیاسی کتاب اور حکمرانی کے قوانین کی کتاب مانتاہو- اسکے بغیر قرآنی اصطلاحات کی صحیح معانی سمجھنا محال ہو گا۔ قرآن حکیم اپنے جوہر میں هُدًى لِّلنَّاسِ (2-185) کتاب ہے یعنی انسانی ہدایت اور فلاح کیلئے جو جو بھی نظام اور فلاحی حکومتیں قائم کی جاتی ہوں تو ان سب کا منشور اور مینی فیسٹو کتاب قرآن ہو گا،اس دعوی کا ثبوت یہ ہے کہ قرآنی ہدایات والی پہلی بار حکومت قائم کرنے والے، پہلے مؤسس اور حکمران جناب محمد الرسول اللہ کو رب پاک نے فرمایا کہ:

إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُۚ وَلَا تَكُن لِّلۡخَآئِنِينَ خَصِيمٗا۔ وَٱسۡتَغۡفِرِ ٱللَّهَۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورٗا رَّحِيمٗا

(4-105-106) خلاصہ: یعنی اے رسول! ہمنے آپکی جانب قوانین کی حق والی کتاب نازل کی ہے، تاکہ آپ لوگوں کے بیچ حکمرانی کریں، انکے متنازعہ امور میں اللہ کی عطاکردہ بصیرت قرآنی کے ساتھ- (خیال کرنا) ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ خائن لوگوں کے آپ وکیل بن بیٹھیں، ایسی صورتحال سے بچنے کیلئے لازم ہے کہ آپ ہر وقت اللہ کے قوانین کی پناہ کی کھوج میں رہیں- تحقیق اللہ مہربان اور پناہ دینے والا ہے۔

میں نے گذارش کی کہ قرآن حکیم کے اہم اصطلاحی الفاظ کی حقیقی معانی جب سمجھ میں آسکینگی جب کوئی شخص کتاب قرآن کو حکومت کے گڈ گورننس کا رہنما اور آئین تصور

کریگا، جناب رسول علیہ السلام کی معرفت جو قرآنی انقلاب معرض وجود میں آیا تھا، اسے انقلاب دشمن پاپائیت اور استحصالی غلام ساز شاہی عفریتوں کے ایجنٹ دانشوروں نے ناکام بنانے کیلئے پہلے پہل اسکی انقلابی اصطلاحات کی معانی اور مفاہیم کو مسخ کرنے اور بدلنے کا وار کیا، مثال کے طور پر مسجد کی حقیقی اور اصلی معنی ہے وہ مقام اور عدالت، جہاں کے نافذ کردہ احکامات اور فیصلوں کے آگے جھکا جائے، اور انہیں تسلیم کیا جائے (2-143)(9-7-) اسکے مقابل آج جو اسکی معنی مفہوم مشہور ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اسطرح "حج" کی حقیقی معنی ہے آپس کے خصومات اور جھگڑوں کے فیصلے کرنا (9-3-4) مقامی چھوٹی عدالتوں سے لیکر اوپر کی لیول کی سپریم کورٹ اور اس سے بھی بڑھکر بین الاقوامی عدالت تک کو حج کہا گیا ہے (2-189)(9-3) لیکن صدیوں سے لیکر حج کی بگاڑی ہوئی معنی مشہور کی گئی ہے، جس معنی میں ملکی اور بین الاقوامی عدالت کا تصور بھی نہیں ہے اور نہ ہی آج کے والے حج پر کوئی بین الاقوامی فیصلے صادر کرنے والا کوئی پاورفل حکمران موجود ہے نہ کوئی فریادی ہے، آج کا مروج خلاف قرآن حج، کچھ رسومات اور زیارات کا مجموعہ ہے اور بس- اسطرح قرآن حکیم کی بہت ہی اہم اصطلاح الصلوۃ ہے، جو کہ ریاست کے نظم وضبط اور ڈسیپلن سے تعلق رکھتی ہے، اور اسمیں اسٹیٹ سروسز کی مکمل ہدایات ہیں (31-75)(45-2)(59-19)(-5 (106-4-107) اسی طرح قرآن حکیم کی اہم اصطلاح "صبر" کی معنی قرآن حکیم نے خود بتائی کہ ثابت قدم ہوکر جمکر لڑنے والا (50-2) احتجاج کرنے والا (67-18) اتنا جم کر لڑنے والا بہادر جو اکیلے بھی دو- دو مقابل مخالفوں سے نبرد آزما ہو (66-8) بلکہ قرآن حکیم نے اس سے بھی زائد بتایا کہ صابر لوگ ایسے بھی ہیں جو ایک- ایک صبر کے ساتھ لڑنے والا شخص اکیلے ہوتے ہوئے بھی دس- دس مقابل مخالفوں سے بیک وقت مقابلہ کرے (-8 65) یہ تو جوڈو کراٹے کا بھی ماہر ہوا۔

جناب قارئین! قرآن حکیم کی صبر کیلئے بتائی ہوئی ان معانی کو ذہن میں رکھتے ہوئے پھر صبر کی رائج الوقت مشہور اور مروج معنی پر بھی غور کریں اور سوچیں کہ کیا تو

قرآن حکیم کی نہایت اہم اور عبقری اصطلاحوں کی گت بنائی گئی ہے۔ اسی طرح لفظ سبح اور تسبیح کی معنی ہمہ تن جملہ اعضاء جسم کے ساتھ تیرنا اور سعی کرنا، جسطرح جناب یونس علیہ السلام کیلئے قرآن حکیم نے فرمایا کہ فَلَوۡلَآ أَنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلۡمُسَبِّحِينَ ۔ لَلَبِثَ فِي بَطۡنِهِۦٓ إِلَىٰ يَوۡمِ يُبۡعَثُونَ (37-143)(7-73)یعنی اگر یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلنے کیلئے ہمہ تن سعی و کوشش نہ کرتے تو یوم بعث تک اندر پڑے رہتے، اس قرآنی معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے غور کیا جائے کہ روایت ساز امامی علوم کے موجدوں نے تسبیح کی معنی پتھر پلاسٹک اور لکڑی کے دانے جن میں سوراخ بناکر ان میں دھاگے ڈالکر انکی مالھائیں بناکر انپر اللہ کے ناموں کی گنتی کرنے کو اور سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے کو تسبیح کہا ہے، غور کیا جائے کہ قرآن دشمنوں نے قرآن حکیم کی انقلابی اصطلاحات کے مفاہیم کا کیا تو حشر کیا ہے۔ بہر حال اسطرح کی کئی اور اصطلاحیں شکر، ایمان، تقدیر، اعتکاف، توکل، ذکر، توبہ، مغفرت، زکوۃ، صوم، دعا، مطلب کہ قرآن حکیم کے جملہ انقلابی رخ کو جعلی اور من گھڑت معناؤں کے ذریعے کہاں سے کہاں تک پہنچادیا! انکی ان تحریفات معنوی کا تفصیل قدرے میری کتاب ''قرآن کا فرمان'' میں ہے۔

متاع دین و دانش بیچ ڈالی چند سکوں پر
تراہر اک مسلمان کفر کا دربان ہے ساقی

میرے اس مضمون کا عنوان چونکہ قرآن کی اصطلاح صوم سے متعلق ہے، اسلئے روایت ساز اور ان سے فقہ ساز امامی کھیپ نے جو قرآن حکیم کی انقلابی تعلیمات پر معنوی تحریفات کے ظلم والے پہاڑ ڈھائے ہیں ان سب کا تفصیل اس مضمون میں لانا یہ خارج از موضوع ہو جائے گا، اس قسم کے تفصیل کا اصل مقام تفسیر قرآن ہے، دشمنوں کے تحریفی تیروں اور نیزوں سے قرآن کا جسم چھلنی ہے، بقول کسی کے کہ۔

تن ہمہ داغ داغ شدہ – پنبہ کجا کجا نہم۔

گرامی قدر قارئین! میں نے شروع میں عرض کیا کہ قرآن حکیم سیاسی رہنمائی کی سیاسی کتاب ہے، انسانوں کی فلاحی ریاست کا فلاحی منشور ہے، اسلئے اس نے گورنمنٹ کے حکام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ (2-183) یعنی "اے (معاشروں کو) امن پہنچانے والے حکمرانو! تمھارے اوپر کچھ بندشیں لاگو کی جاتی ہیں جسطرح تم سے پہلے والے لوگوں پر وہ بندشیں عائد کی گئی تھیں، اس خاطر کہ تم (قوانین قرآن سے منحرف ہونے سے) خود کو بچاؤ" (ترجمہ ختم) اس آیت کریمہ میں "آمنوا" کے ترجمہ "امن دینے والے حکمران اور افسران" پر کسی کو تشویش نہ ہونی چاہیے، اسلئے کہ اس رکوع کی آخری آیت میں اسی ترجمہ کی تائید ثابت ہوتی ہے جس میں فرمایا گیاہے کہ وَلَا تَأۡكُلُوٓا۟ أَمۡوَٰلَكُم بَيۡنَكُم بِٱلۡبَٰطِلِ وَتُدۡلُوا۟ بِهَآ إِلَى ٱلۡحُكَّامِ لِتَأۡكُلُوا۟ فَرِيقٗا مِّنۡ أَمۡوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلۡإِثۡمِ وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ (2-188) یعنی، اپنے مالوں کو آپس میں باطل وناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ، جو رسائیوں اور رشوتوں کے ذریعے حاکموں تک حصہ رسی کرکے لوگوں کے مالوں سے۔ عوام کے بجٹ سے کوئی حصہ کھاجاؤ (بالاثم) جو ایسے عمل سے ترقیاتی کام (تمہاری کرپشن کی وجہ سے) رک جائیں (44-44) جب کہ تم ان نتائج کو جانتے بھی ہو۔ یہاں لفظ "آمنوا" سے مراد امن دینے والی ہی ہوئی نہ کہ رائیونڈ والے غیر قرآنی چھ کلمے پڑھنا ہوئی۔

آمنوا کی معنی حکام، کی دوسری مثال قرآن سے۔

نوٹ:۔ میں یہاں جو آیات بطور مثال خدمت میں پیش کرونگا تو انکی سیاسی مفہوم کی طرف صرف اشارہ کرونگا، تفصیل ہر شخص اپنے گھروں میں موجود ترجمہ والے مصاحف سے پڑھے اور ان پر غور کرے، چہ جائیکہ وہ ترجمے تحریف شدہ بھی ہیں لیکن قرآن اپنی حقیقت آپکے ذہن تک زوری پہنچانے کی صلاحیت بھی رکھتاہے آپ کو صرف تأمل کرنے اور تدبر کرنے کی زحمت کرنی ہوگی، مجھے ان مثالوں سے صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ یا

ایھاالذین آمنوا سے خطاب حکومتی افسروں کو بھی کیا گیا ہے اور آمنوا سے مراد غیر سرکاری ملازم مؤمن بھی کئی جگھوں پر آیا ہے، ہر کوئی شخص اپنی بصیرت سے اس فرق کو سمجھے۔ نیز یہاں یہ نکتہ بھی ذہن میں رہے کہ یاایھا الذین آمنو ا۔ کا ترکیبی جملہ پورے قرآن صرف مدنی سورتوں میں آیا ہے۔ جس جگہ جناب رسول علیہ السلام ہجرت کے بعد مکمل اور بلا شرکت غیرے آزاد حکومت کے حکمران بنے تھے۔
(ملکی خارجہ پالیسی کے متعلق قرآن کی ہدایت) يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمۡ لَا يَأۡلُونَكُمۡ خَبَالاً وَدُّواْ مَا عَنِتُّمۡ قَدۡ بَدَتِ ٱلۡبَغۡضَآءُ مِنۡ أَفۡوَٰهِهِمۡ وَمَا تُخۡفِى صُدُورُهُمۡ أَكۡبَرُ‌ۚ (118-3)یعنی اے امن دینے کے ذمہ دار مؤمنو! اپنوں کے سوا غیروں کی اتھارٹی والوں سے اندرونی رازوں والی دوستی نہ رکھو، یہ مخالف چاہتے ہیں کہ آپکی ریاست کو نقصان پہنچائیں، انکے مونہوں سے تمھارے خلاف بغض و نفرت کی باتیں تو آئے روز ظاہر ہوتی رہتی ہیں، لیکن انکے اندر کے جو باطنی منصوبے آپکے خلاف ہیں وہ ان سے بھی بڑے خطرناک ہیں۔
مومن بمعنی حکمران اور قرآن کے سیاسی رہنما کتاب ہونے کی تیسری مثال قرآن سے۔
(دشمن کے ہاتھوں میدان جنگ میں بک جانے پر قرآن کا انتباہ) يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمۡ أَوۡلِيَآءَ تُلۡقُونَ إِلَيۡهِم بِٱلۡمَوَدَّةِ وَقَدۡ كَفَرُواْ بِمَا جَآءَكُم مِّنَ ٱلۡحَقِّ (1-60)یعنی اے مومن لوگو! اے حکمرانو! میرے دشمنوں اور آپکی ریاست کے دشمنوں کو دوست مت بناؤ! تم لوگ ان دشمنوں کو ایسے حال میں دوست بنا رہے ہو جو وہ اس حق والے قانون سے دشمنی رکھتے ہیں۔ جو تمھاری طرف آچکا ہے، یہ دشمن لوگ تمہیں اور رسول کو، اللہ کی زمین سے نکالنا چاہتے ہیں اسلئے کہ (انکی جاگیر دار شاہی کے نظریہ کا انکار کرتے ہوئے) تم نے اللہ کے دئے ہوئے نظام ربوبیت پر ایمان لایا ہے۔ (خبردار!) اگر تم لوگ میری کتاب والے قانون کی راہ میں جہاد کیلئے نکلے ہو اور میری خوشنودی کے تم متلاشی ہو، پھر اسکے باجود دشمنوں سے اندرون خانہ دوستی کی راہ ورسم بھی

رکھنا چاہتے ہو! تو یاد رکھو! میں خوب جانتا ہوں آپکی مخفی اور ظاہری پالیسیوں کو، جو شخص بھی ایسی ڈبل لائین والی پالیسی چلے گا تو وہ کھلی گمراہی میں جا پہنچے گا۔

چوتھی مثال: "پیسوں کی لالچ میں آکر کسی کو کافر قرار دیکر اسے نہ مارو، جب تم کسی بھی علاقہ میں پہنچو تو وہاں ہر کسی کو اپنا دشمن قرار دیکر نہ مارو، نہ لوٹو" يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَتَبَيَّنُواْ وَلَا تَقُولُواْ لِمَنۡ أَلۡقَىٰٓ إِلَيۡكُمُ ٱلسَّلَـٰمَ لَسۡتَ مُؤۡمِنً۬ا (4-94)

پانچویں مثال: "خارجہ پالیسی سے متعلق ہدایت" يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَوَلَّوۡاْ قَوۡمًا غَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيۡہِمۡ قَدۡ يَٮِٕسُواْ مِنَ ٱلۡأَخِرَةِ كَمَا يَٮِٕسَ ٱلۡكُفَّارُ مِنۡ أَصۡحَـٰبِ ٱلۡقُبُورِ (60-13) یعنی اے مؤمنو! مغضوب علیھم قوم سے دوستانہ تعلقات نہ رکھو، یہ لوگ تو قبروں سے نکل کر آخرت کی حیاتی کے بھی منکر ہیں اور انکو صرف دنیاوی مفادات سے سروکار ہے۔

چھٹی مثال: "کورٹ فی مالداروں سے وصول کرو غریبوں کو معاف کرو" يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نَـٰجَيۡتُمُ ٱلرَّسُولَ فَقَدِّمُواْ بَيۡنَ يَدَىۡ نَجۡوَٮٰكُمۡ صَدَقَةً۬ۚ ذَٲلِكَ خَيۡرٌ۬ لَّكُمۡ وَأَطۡهَرُۚ فَإِن لَّمۡ تَجِدُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ۬ رَّحِيمٌ (58-12)

ساتویں مثال: "دشمن کی انٹیلیجنس سے ہوشیار رہنے کی ہدایت" يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلۡمُؤۡمِنَـٰتُ مُهَـٰجِرَٲتٍ۬ فَٱمۡتَحِنُوهُنَّۖ ٱللَّهُ أَعۡلَمُ بِإِيمَـٰنِہِنَّۖ (60-10) اس آیت کریمہ میں قرآن خبردار کررہا ہے کہ دشمن مافیا والے عورتوں کو بھی جاسوسی اور سُراغ رسانی کی ڈیوٹیوں پر لگاتے ہیں اس لئے حکم دیا کہ ان کا بھی امتحان لو۔

آٹھویں مثال: "مؤمنوں، انقلابی ورکروں اور حکام کو خصوصی، نظریاتی پختگی اور ان کے ساتھ، کمیونیکیشن کو مضبوط رکھنے اور آنیسٹ رہنے کی ہدایات" يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱصۡبِرُواْ وَصَابِرُواْ وَرَابِطُواْ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ (3-200)

نویں مثال:"عدالتی قوانین کی رہنمائی" يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡقِصَاصُ فِي ٱلۡقَتۡلَىۖ ٱلۡحُرُّ بِٱلۡحُرِّ وَٱلۡعَبۡدُ بِٱلۡعَبۡدِ وَٱلۡأُنثَىٰ بِٱلۡأُنثَىٰۚ فَمَنۡ عُفِيَ لَهُۥ مِنۡ أَخِيهِ شَيۡءٞ فَٱتِّبَاعُۢ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيۡهِ بِإِحۡسَٰنٖۗ ذَٰلِكَ تَخۡفِيفٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٞۗ فَمَنِ ٱعۡتَدَىٰ بَعۡدَ ذَٰلِكَ فَلَهُۥ عَذَابٌ أَلِيمٞ . وَلَكُمۡ فِي ٱلۡقِصَاصِ حَيَوٰةٞ يَـٰٓأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ (2-178-189)

دسویں مثال:"سارے لوگ ایک ہی محکمہ فوج میں بھرتی ہونے کا شوق نہ رکھیں" وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُواْ كَآفَّةً فَلَوْلاَ نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (9-122)

گیارھویں مثال:"نظام حکومت چلانے میں بیوروکریسی کے افراد مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں باہمی تعاون اور دوستانہ ماحول میں اللہ اور رسول کی اطاعت میں ڈیوٹیاں سرانجام دیں"۔وَٱلۡمُؤۡمِنُونَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتُ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٖۚ يَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓۚ أُوْلَـٰٓئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ ٱللَّهُۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٞ (9-71)

لفظ صوم کیا ہے

محترم قارئین! قرآن حکیم میں لفظ آمنوا سے مراد اور معنی امن دینے والے، امن قائم کرنے کے ذمہ دار حکمران اور افسران کے مثال گیارہ عدد آیات مبارکہ سے دے چکا، آگے اسی آیت کریمہ (2-183) میں حکم کتب علیکم الصیام کا لفظ الصیام جو کہ صیغہ کے لحاظ سے مصدری لفظ ہے، اسکے متعلق گذارشات پیش خدمت عرض رکھتا ہوں" لفظ صوم کی معنی ہے کسی بھی قول یا فعل سے رک جانا۔ اور کسی بھی چیز کی اپنے آپ پر یا کسی پر بھی بندش عائد کرنا۔ کنٹرول کرنا، کسی ضابطہ میں پابند اور محدود ہو جانا۔ لفظ صوم اپنی مختلف شکلوں میں قرآن حکیم کے اندر (14) بار استعمال ہوا ہے۔ آیت کریمہ (2-183) سے لیکر (2-186) تک صوم سے متعلق ہدایات کا تعلق ان افسران سے ہے جنہیں حکمرانی

کے مختلف موضوعات کو سمجھنے کیلئے ٹرینگ حاصل کرنی ہوتی ہے۔ اس تربیت اور ٹرینگ حاصل کرنے کیلئے قرآن حکیم نے صوم کے گنتی کے دنوں کو متعین کرنے کیلئے جملہ "ایاما معدودات" کا فرمایا ہے جسکی معنی ہے گنے چنے دن۔ قرآن حکیم نے جان بوجھ کر ان دنوں کا مقرر عدد نہیں بتایا، یہ اسلئے کہ ہر محکمہ کے افسران کی سی آر اور میرٹ کا فائیل انکے ایڈ من والے شعبہ اور ایس اینڈ جی ڈی کے محکمہ کے پاس موجود ہوتا ہے، پھر وہ منتظمین لوگ، افسروں کی پہلی حاصل کردہ میرٹ کی روشنی میں نئے -نئے کورسوں جنکی انہیں پہلے تربیت ملی ہوئی نہیں ہوتی، انکی ٹرینگ مقرر کرینگے کہ انکا یہ تربیتی کورس، چار، پانچ، دس، بارہ، پندرہ، بیس دنوں کا ہے، مطلب کہ یہ دنوں کے تعداد کا تعین کرنا ایس اینڈ جی ڈی والوں کا کام ہے۔ اسی کو قرآن حکیم نے ایاما معدودات کہہ کر اپنی طرف سے وہ گنتی کے دن نہیں بتائے۔ اسلئے کہ یہ کام بیوروکریسی کے انتظامی شعبہ والوں کا ہے، جسکا تعلق تربیتی کورس کے مقدار سے ہے۔

افسروں کے ساتھ ایام صوم میں رعایات

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (2-184) پھر جو کوئی شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنی گنتی پوری کرنے کیلئے دوسرے دنوں میں وہ روزے رکھے۔ اور جو کوئی شخص طاقت کے زور لگا-لگا کر بمشقت رکھ پاتا ہے تو اسکے لئے یہ رعایت ہے کہ وہ ایک مسکین کا کھانا اسے بطور فدیہ اور بدلہ کے دے، پھر جو کوئی شخص زیادہ دینا چاہے تو وہ اسکے لئے بھلا ہو گا۔ اور فدیہ دینے سے صوم رکھنا یہ بہتر ہے اگر تم (ان حکمتوں کو) جانو۔

ماہ رمضان کو ٹریننگ کیلئے کیوں مقرر کیا گیا؟

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُواْ

الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُواْ اللّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (185-2)ترجمہ،" رمضان کا مہینہ اس مرتبت والا مہینہ ہے جسمیں قرآن حکیم جیسی کتاب نازل کی گئی" یہ ایسی تو کتاب ہے جو جملہ نوع انسان کیلئے ہدایت کی کتاب ہے جسکے اندر ہدایت کے ایسے تو دلائل ہیں جنکے ذریعے حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو جاتا ہے، پھر جو کوئی تم (آمنوا، حکمران)لوگوں میں سے اس مہینہ کو پائے تو لازم ہے اسپر کہ وہ اسکے (ایامعدودات)والے صوم رکھے اور جو کوئی ان دنوں میں بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے صحت والے دنوں سے معدودات والی گنتی پوری کرے" اللہ تمہارے ساتھ سہولت چاہتا ہے، تمہارے ساتھ تنگی کرنا نہیں چاہتا،(اس سہولت سے مقصد یہ بھی ہے کہ آپ لوگ اپنے ایڈمن شعبہ کی طرف سے مقرر کردہ ایامعدودات والی)عدت کو مکمل کرو۔

جناب قارئین! اس آیت (183-2) کے افسروں والے صیام کے سوا بقیہ جتنے بھی اقسام صوم ہیں وہ مجرموں پر بطور کفارہ یعنی سزا کے لئے قرآن نے بتائے ہیں انکے لئے انمیں اسطرح بیوروکریٹوں والے لوگوں کے صیام کی طرح کی کوئی رعایت نہیں ہے۔

محترم قارئین! مبحث صوم میں آیت (183-2) میں فرمایا گیا کہ صوم گنتی کے کچھ دن ہیں، دنوں کے عدد کا تعین نہیں بتایا اسلئے کہ اسکا تعلق متعلقہ شعبہ کے نصاب، قوانین اور کورس سے ہے جو کم یا زیادہ ہو سکتے ہیں، ٹریننگ کا مہینہ چونکہ ماہ رمضان طئے کیا گیا ہے اسلئے آیت (185-2) میں فرمایا کہ جو بھی شخص اسی ماہ کو پائے تو اسکے صوم رکھے، اس جملہ سے لوگوں کو مغالطہ دیا جاتا ہے کہ مہینہ رمضان کے سارے دنوں کے صوم سب لوگوں کو روزے رکھنے ہیں، یہ بات سراسر غلط ہے اسلئے کہ اسی آیت کریمہ میں آگے فرمایا گیا ہے کہ ولتکملوا العدۃ یعنی گنتی کے دن مکمل کرو، سو اس سے مراد گنتی کے ایام معدودات والے دن ہیں جو شعبہ ایڈمن بتائے گا، لیکن اگر مغالطہ ڈالنے والونکی بات مانیں کہ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ سے مراد سارے مہینہ کے روزے رکھنے ہیں تو پھر آگے والے جملہ میں ولتکملوا العدۃ کے بجاء ولتکملوا الشھر لکھا جاتا، جو

کہ قرآن حکیم نے ایسے نہیں فرمایا، تکمیل شہر اور تکمیل عدت کے فرق پر غور کرنے کی صورت میں گتھی سلجھ جائے گی جس سے لوگ امامی علوم کے ٹھڈے اور مغالطے کو سمجھ جائیں گے"۔

ٹریننگ کامقصد کیا ہے؟

وَلِتُكَبِّرُواْ اللّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (2-185) آپکی اس ٹریننگ کا مقصد اور غرض یہ ہے کہ آپ لوگ (دنیا کے لوگوں کے خود ساختہ استحصال کے جواز والے قوانین کے مقابلہ میں) قوانین خداوندی جو کہ (لِتُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى -20) (15 ہر شخص کو اسکے سعی و محنت کا پورا-پورا صلہ ملے، ایسے قوانین الاہی کی) بڑائی اور بلندی ثابت کر کے دکھاؤ، اس تعلیم و تربیت سے جسکی آپکو قرآن سے ٹریننگ ملی ہے، اور اس قرآنی تعلیم و تربیت کا مقصد یہ بھی ہے کہ آپ ایسے قوانین اور ان کے وہ نتائج جن سے لوگوں کو خوشحالی میسر ہو وہ سارے جہان والوں کے سامنے کھول کر رکھیں" (2-152) ہمنے اوپر ایک سوال کیا کہ ٹریننگ کا مقرر مہینہ رمضان البارک کیوں؟ اسکا ایک جواب قرآن حکیم نے دیا کہ اس مہینہ میں کھلے دلائل والی کتاب قرآن نازل ہوئی ہے، اس لئے اس نزول کی مناسبت سے تربیت اور ٹریننگ حاصل کرنے والوں کے لئے اسی ماہ مبارک کو تربیت کا مہینہ مقرر قرار دیا گیا ہے، اسکے علاوہ اسی ماہ مبارک کو تربیت حاصل کرنے کیلئے مقرر کرنے کی دوسری حکمت ہر آدمی کو تھوڑی سی عقل استعمال کرنے سے سمجھ میں آنی چاہیے وہ یہ ہے کہ ایک تو آیت نمبر (2-185) میں اللہ کی جانب سے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ زمانہ نبوت تک عربی مہینے شمسی کیلنڈر کے مطابق تھے، جنکے نام موسموں کے حوالوں سے تھے، جسطرح کہ رمضان کی معنی سخت گرمیوں والا مہینہ ہے اور اس لئے بھی کہ علم حدیث گھڑنے والوں کی سازش کا بھی پول کھل جائے۔ رجب کی معنی کھجور کے گوشوں کو لکڑوں کے ذریعے سہارے دیناجب وہ پھل

سے بوجھل ہو جائیں، ربیع کی معنی موسم بہار، جماد کی معنی موسم خزاں، وغیرہ وغیرہ، لیکن دشمنان اسلام و قرآن نے جب سے دین اسلام کے ماخذ واحد قرآن کو مسخ اور منسوخ کرنے کیلئے جھوٹی حدیثیں بنا کر دین اسلام کا مأخذ انکی گھڑی ہوئی روایات کو جناب رسول علیہ السلام کے اسم گرامی کی طرف سازش کے طور پر منسوب کر کے بنایا، اس تحریفی دور میں اصحاب رسول کے اصلی اسمائے گرامی کو بھی مٹا کر انکے نام گالیوں والی معنی کے مقرر کر ڈالے، جو انکی بنائی ہوئی احادیث کا ہی کارنامہ ہے، ان ہی ایام میں اسطرح عربی مہینوں کو بھی شمسی کیلنڈر سے موڑ کر قمری کیلنڈر کی طرف پھیر دیا، لیکن اس تبدیلی کے عمل میں انکی چوری چھپ نہ سکی وہ اسطرح کہ قرآن نے اپنے نزول کا مہینہ موسمی نام والا بتایا، جو کہ شمسی جنتری سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے روایت سازوں کی سازش کرنے کا پتا لگ گیا۔ یعنی چور پائوں کے نشانوں سے پہچانے گئے۔

میں نے جو ابھی ذکر کیا کہ رد قرآن کیلئے علم حدیث ایجاد کرنے والوں نے اجلہ اصحاب رسول کے اسماء گرامی جو اصلی اور انکے والدین کے رکھے ہوئے تھے انہیں بدل کر انپر گالیوں والے تبرائی نام چسپاں کر دئے جیسے کہ عبدالمطلب کی معنی بھکاری کا بندہ، اس معنی میں جناب رسول کے دادا کو تو جو کہا سو کہا لیکن اللہ کے شان میں بھی گستاخی کی گئی ہے، ابو بکر کی معنی کنواری لڑکی کا باپ، اس کے والد ابو قحافہ کی معنی گٹر کے ڈھیر والا، فاروق کی ایک معنی بزدل، عثمان کی معنی سانپ کا بچہ اس کے والد کے نام عفان کی معنی بدبودار، علی اللہ کا ایک صفاتی نام، معاویہ کی معنی بھونکنے والا، عباس کی معنی بدشکل، خدیجہ کی معنی اونٹنی کا وہ بچہ جو نامکمل کچی حالت میں دوران حمل گر جائے، فاطمہ کی معنی کاٹنے والی، علم کو اور جو بچوں کو دودھ نہ پلائے جس نے امام حسین کو بھی دودھ نہیں پلایا وہ نانا کا انگوٹھا چوس کر بڑے ہوئے (اصول کافی باب میلادے فاطمہ و حسین)، کلثوم کی معنی لہسن جیسی، رقیہ کی معنی جھاڑ پھونک وغیرہ۔

جناب قارئین! میں ماہ رمضان کو ٹریننگ اور تربیت کیلئے دائمی طور پر مقرر کرنے کی دوسری وجہ بتا رہا تھا وہ اس حوالہ سے کہ یہ مہینہ ہمیشہ گرمیوں میں آتا ہے جو کہ شمسی مہینوں میں سے اندازاًماہ جون کا متبادل بنتا ہے تو اس حساب سے اسکے دن سب دنوں سے زیادہ بڑے بنتے ہیں، اسوجہ سے جن جن علائقوں میں بجلی کی سہولت نہیں ہوگی وہاں وہاں اس مہینہ میں ٹریننگ حاصل کرنے کیلئے دن کے بڑے ہونے سے زیادہ سے زیادہ وقت پڑھنے پڑھانے پر لگایا جاسکے گا اسطرح تھوڑے دنوں میں زیادہ وقت پڑھنے پڑھانے پر لگایا جاسکے گا، جو اتنا کام سردیوں میں سرانجام نہیں دیا جاسکے گا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کے پاس وقت کی کتنی تو قدر ہے۔

لفظ صوم کی سازش کے طورپر غلط معنی مشہور کی گئی ہے

جناب قارئین! عربی لفظ صوم کی معنی تو آپ پڑھکر آئے کہ ''روک''''بندش'' اور ''کنٹرول کرنا'' ہے لیکن اسکا جو غیر عربی ترجمہ مشہور کیا گیا ہے بنام ''روزہ'' کے وہ اصل میں فارسی زبان کا لفظ ہے جو ایشیا یورپ میں بسنے والی جملہ قوموں کے ہاں مکسچر اردو زبان کے کشکول میں بھی آگیا ہے، یہ ترجمہ سراسر غلط ہے اور علمی بد دیانتی اور خیانت ہے وہ اسطرح کہ، روزہ، کی معنی ہے ایک دن یا ہر روز، یا دن، یا یومیہ، یا روزانہ وغیرہ۔ تو صوم کی اصل معنی روک کے ساتھ اس فارسی معنی کا کوئی جوڑ اور معنوی مناسبت نہیں ہے۔ یہ معنوی تحریف کیوں کی گئی ہے؟ یہ اس سلسلہ کی کڑی ہے جسمیں قرآن حکیم کے کئی ساری انقلابی اصطلاحات اور حکمرانی کے انتظامی ہدایات والے الفاظ کی معنائوں میں ان حدیث سازوں نے تحریفیں کی ہیں، اسطرح لفظ صوم جو خالص حکومتی انتظام اور عدالتی ڈکشنری سے تعلق رکھنے والا لفظ ہے جسکا مزید تفصیل ابھی اور بھی آگے آئے گا، اس فارسی اور اردو ترجمہ ''روزہ'' سے ان محرفین کا مقصد اسکی اصل معنی و مفہوم سے قرآن پڑھنے والوں کے ذہنوں کو دور کرنا ہے'' جس سے مسلم امت اور عام قرآن پڑھنے والے لوگ اسے حکمرانی کی عدالتی اور انتظامی اصطلاح سمجھنے کے بجاء اسے ان کی روایات والی پوجا پاٹھ کی ایسی چیز قرار دیں جس سے

بغیر اصل معنی کے انہیں انکا والا روزہ باوجود گناہ کرنے کے جن لوگوں پر اللہ کے فیصلہ سے دوزخ واجب ہو چکی ہو، وہ انہیں یہ بھی انکی معنی والا روزہ دوزخ سے معافی دلا کر جنت میں پہنچائے، جبکہ اللہ عزوجل نے جنت ملنے کیلئے یہ اعلان کیا ہوا ہے کہ یہ انعام میں نہیں ملا کرتی جنت کا ملنا بھی عمل اور کسب سے تعلق رکھتا ہے، جیسے کہ رب پاک نے فرمایا کہ أُوْلَـٰٓئِكَ أَصۡحَـٰبُ ٱلۡجَنَّةِ خَـٰلِدِينَ فِيهَا جَزَآءَۢ بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ (14-46)یہی جنت والے لوگ اسی میں ہمیشہ رہینگے بدلے میں ان اعمال کے جو وہ کرتے رہے تھے۔

محترم قارئین! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ لوگ سمجھ کر قرآن پڑھنے کیلئے کچھ وقت نکالیں، پورے قرآن میں جنت کے گفٹ میں ملنے یا انعام میں ملنے کا ذکر کہیں بھی نہیں لکھا گیا۔ مفت میں جنت ملنے کی جملہ حدیثیں جھوٹی ہیں، ایسی حدیثیں بنانے والوں نے یہ اسلئے گھڑی ہیں کہ امت مسلمہ انکے غلط دلاسوں سے نکمہ اور بے عمل بنجائے اور مفت میں جنت کے وارث ہونے کے گھمنڈ میں روزوں کے ذریعے بخشش کے آسرے میں وہ بلا دھڑک بدکاریاں کرتے پھریں۔

آخر میں قارئین کرام کی توجہ میں پھر سے قرآن حکیم کی اہم عدالتی سزا کیلئے مقرر کردہ اصطلاحی لفظ صوم کی غلط معنی کے مشہور کرنے کے پسمنظر اور اصل مقصد کی طرف مبذول کرنا چاہوں گا کہ جب قرآن نے صوم کی معنی طلوع فجر سے رات کے آنے تک کھانے پینے جماع کرنے سے رک جانا بتائی ہے تو کیا کوئی بھی علمی پھنے خان بتا سکتا ہے کہ فارسی زبان میں روزہ کی معنی صوم کی طرح رک جانا بنتی ہے؟ جواب یہ ہے کہ روزہ کی معنی ہے ''ایک روز'' رک جانا نہیں ہے، تو کوئی بتائے کہ آخر اس غلط معنی کو مشہور کرنے سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امامی علوم کی مرتبین نے صوم کی غلط معنی مشہور کرنے کی طرح صلوۃ کی معنی، قانون قرآن کی پیروی کرنا،(32-31-75) کے بجاء جو آگ کے سامنے مجوسی لوگ نماز پڑھتے ہیں اسے صلوۃ کی معنی میں لے آنا یہ معنوی تحریف اور تبدیل معنی، مقصود قرآن یعنی سیاسی نظام چلانے والی کتاب کے تصور سے موڑنے کیلئے ثابت ہوتی ہے، اسطرح قرآنی

اصطلاح زکوۃ کی معنی ہے کہ حکومت، رعیت کے ایک ایک فرد کی پرورش والی جملہ ضروریات زندگی کی کفیل ہے (41-22) تو اس معنی سے علم حدیث بنانے والوں نے اسے بجاء حکومت کے یہ بوجھ عوام پر ڈالدیا کہ وہ بھی یہ کہ لوگ سال میں ایک بار ایک سوٴروپیہ پر ڈھائی روپیہ غریبوں کو دیا کریں یہ معنی ثابت کرتی ہے کہ یہ معنی بنانے والے فقہ ساز امام لوگ حکومتوں کے دلال اور ایجنٹ بھی تھے، اسطرح قرآن کی اصطلاح حج کی معنی بھی علم حدیث بنانے والوں نے کبھی بھی عدالت کے معنی میں کہیں نہیں بتائی کہ حج پر لوگوں کے آپس کے جھگڑوں کے فیصلے ہوا کرتے ہیں، امید ہے کہ ان مختصر مثالوں سے قارئین لوگ قرآن میں معنوی تحریفات کے امامی علوم کی چکر بازیوں کو سمجھ گئے ہونگے۔

ٹرینی افسروں کی تربیتی تعلیمات کا بنیادی مأخذ کیا ہوگا

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا۟ لِي وَلْيُؤْمِنُوا۟ بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (2-186) ترجمہ: جب میرے بندے میری رہنمائی کے بارے میں تجھ سے استفسار کریں تو انہیں بتائیں کہ میں تو ہر وقت آپکے قریب ہوں اتنی حد تک جو پکارنے والے کو جب جب وہ پکارتا ہے تو میں اسکا جواب دیتا ہوں پھر لازم ہے انپر کہ وہ مجھ سے جواب طلبی کریں، اور میرے جوابوں پر اعتماد کرتے ہوئے انکی فرمانبرداری کریں تا کہ ہدایت پائیں۔

نوٹ: کئی لوگوں کو قرآن میں نقائص ثابت کرنے کا شوق ہوتا ہے اور وہ لایعنی بے مقصد مغزماری کرتے رہتے ہیں، کہ ساری چیزیں قرآن میں نہیں ہیں اس لئے اگر کوئی کہے کہ انجنیئرنگ اور میڈیکل کے شعبوں کی ٹریننگ کے کورس قرآن میں کہاں ہیں تو انکی خدمت میں عرض ہے کہ ویسے تو آبی جہاز سازی کی صنعت سے متعلق اللہ پاک نے جناب نوح علیہ اسلام کو فرمایا کہ فَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ أَنِ ٱصْنَعِ ٱلْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا (23-27) یعنی ہمنے نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ ہماری نگرانی میں ہماری وحی کردہ ہدایات کے تحت بیڑا تیار کرو ،یاجناب داوٴد علیہ اسلام کے بارے میں بتایا کہ: وَعَلَّمْنَـٰهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ

لِتُحۡصِنَكُم مِّنۢ بَأۡسِكُمۡۖ فَهَلۡ أَنتُمۡ شَٰكِرُونَ (21-80)یعنی ہمنے اسے جنگی دفاعی اسباب میں سے زرہ سازی کی صنعت سکھائی جس سے تمہیں بچاؤ ملے۔ یہ علوم عقلی کیلئے مسلم غیر مسلم جملہ انسانوں کو اللہ کی عطا کردہ صلاحیتوں کا عطیہ ہے، ان کا تعلق عقل کے استعمال سے ہے اوپر جس آیت کریمہ کے حوالہ سے تربیت لینے کا ذکر کیا گیا ہے اسمیں خطاب ہے ''آمنوا' لوگوں کو یہ ''آمنوا'' والے لوگ انکا جن محکموں سے تعلق ہے ایک لا اینڈ آرڈر دوسرا عدلیہ اور وہ اسٹیٹ سروسز جنکا پالیسیوں کے ساتھ تعلق ہے انکے جو بنیادی مسائل ہیں یا باءلازہیں وہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں انہیں سمجھنے ہونگے، جن سے معاشیات، سماجیات اور معاشرت سدھرے گی۔ ان ہی کی ٹریننگ لے نی دے نی ہے، انہیں ماہ رمضان کی ٹریننگ میں کوئی موٹر کاروں کی انجن خراب ہونے پر اسے درست کرنے کی تربیت نہیں دی جائے گی۔

خانقاہی ریاضتوں کے تقاضائوں کو علم وحی کے قوانین میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔

جناب قارئیں! آپ ابھی آیت(183-2) یعنی اس مضمون کے شروع میں پڑھکر آئے کہ صیام کو آپ مؤمنین کے اوپر فرض کیا جاتا ہے جسطرح کہ آپ سے پہلے والے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، اب یہ آیت (187-2) بتارہی ہے کہ اگلی امتوں کے لوگوں کو انکی مذہبی پیشوائیت نے انہیں ملے ہوئے دین اور قوانین الاہی کو مسخ کرکے انہیں بجاءِ انتظامی فلاحی مقاصد کے خود ساختہ مشقتوں والا مذہب اور دھرم بنادیا، لیکن مسلم نما قرآن دشمن روایت ساز لوگوں نے جو جناب رسول اللہ کے بھی دشمن ہیں اور اصحاب رسول کے بھی دشمن ہیں، انہوں نے اس آیت کے شان نزول میں ایسی حدیثیں بھی گھڑی ہیں جن سے اصحاب رسول کے متعلق یہ الزام لگایا ہے کہ وہ صوم میں خود ساختہ پابندیاں بڑھاکر پھر ان میں خیانت کرتے تھے، جبکہ قرآن حکیم یہ بات اگلی قوموں اور اگلی امتوں کے حوالوں سے کر رہاہے، سوچنے کی بات ہے کہ صوم ان آیات کے نزول سے پہلے اس آیت

کے حوالہ سے اسلامی معاشرہ میں موجود ہی نہیں تھا تو پھر اسمیں مسلم لوگ کیسی ترمیمیں کرینگے ؟اس جھوٹی شان نزول والی روایات سے بھی آپ اندازالگا چکے ہوں گے کہ یہ روایت ساز لوگ اصحاب رسول پر بھی طعنے اور تہمتیں گھڑنے میں کوئی موقعہ نہیں چھوڑتے جو اللہ نے تو صوم کے اندر اگلی امتوں کی طرف سے گڑبڑ ڈالنے پر تنقید کی لیکن علم حدیث بنانے والوں نے اس کو بھی اصحاب رسول کے کھاتے میں ڈال دیا۔ اب اس آیت (187-2) میں قرآن حکیم اگلی امتوں والی مذہبی پیشوائیت کی ترمیم پر تنقید کرتے ہوئے کہ صوم کیا ہے کی وضاحت فرمارہاہے: أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَٱلْـَٰٔنَ بَـٰشِرُوهُنَّ وَٱبْتَغُوا۟ مَا كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا۟ وَٱشْرَبُوا۟ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ مِنَ ٱلْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا۟ ٱلصِّيَامَ إِلَى ٱلَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَـٰشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَـٰكِفُونَ فِى ٱلْمَسَـٰجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ ءَايَـٰتِهِۦ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (187-2) ترجمہ تمہارے لئے صیام کی راتوں میں اپنی گھروالیوں کی طرف جنسی میلاپ کو حلال کیا گیاہے، وہ تمھارے لئے لباس ہیں اور تم انکے لئے لباس ہو (لباس کردار کو درست رکھنے کی معنی میں آیاہے) اللہ کو معلوم ہے کہ تم لوگ (ہمارے قوانین کے ساتھ ملاوٹیں کرکے پھر ان میں بھی خیانتیں کرتے تھے) یہ تو اپنے ساتھ خیانتیں کررہے تھے لیکن اسکے باوجود اللہ اپنی رحمت کو آپ پر پلٹ کر تم سے درگذر کرتاہے، اب تم لوگ اپنی ان گھر والیوں سے مباشرت کرسکتے ہو، سو کھاؤ پیو اتنے تک جتنے تک صبح کی سفید دھاری فجر کے وقت والی کھل جائے رات کی کالی دھاری سے ،یعنی رات سے ،اُسکے بعد مکمل کرو صیام کو (آنیوالی) رات تک۔

اوقات صوم اورصوم کی تعریف

جناب قارئین! آپنے خبر نہیں کہ اس آیت کریمہ میں بتائے ہوئے اوقات صوم پر غور کیا یا نہیں؟ اس آیت میں قرآن نے بتایا کہ صوم رکھنے کا وقت فجر کا وقت ہے سحری

تک والا نہیں ہے، یعنی طلوع آفتاب سے پہلے تک -اور صوم ختم کرنے کا وقت لیل ہے یعنی رات ہے، جاننا چاہیے کہ مغرب اور غروب کا وقت قرآن میں لیل کے نام سے نہیں پکارا گیا، قرآن حکیم میں تیرہ چودہ بار غروب اور مغرب کا لفظ مختلف شکلوں میں آیا ہے لیکن ایک بار بھی صوم کے کھولنے کیلئے مغرب کے وقت کا ذکر نہیں کیا گیا" قرآن حکیم نے لیل کو لباس سے تعبیر فرمایا ہے (47-25) یعنی لباس کے اندر جو چیز ہوتی ہے وہ چھپی ہوئی ہوتی ہے، لیل کے وقت میں دور کا بندہ پہچانا نہیں جا سکتا مغرب کے وقت میں دور کا آدمی پہچانا جا سکتا ہے۔ بہر حال علم حدیث بنانے والوں نے ہر طرف سے قرآن کے قوانین کو توڑا ہے۔ صوم کی تعریف اور حقیقت اس آیت کریمہ کی روشنی میں یہ ہوئی کہ فجر کے وقت سے عشاء تک کھانا پینا جماع کرنا بند رکھنا ہو گا لیکن ہمارے ہاں صدیوں سے اس قرآنی حکم کے مطابق نہ صوم رکھا جاتا ہے نہ کھولا جاتا ہے۔

خاص افسروں کے لئے ہدایت جب انکی گھروالیاں بھی افسر ہوں اور وہ انکے ساتھ ایک ہی آفس میں اکٹھے کام کرتی ہوں تو ان کے لئے حکم ہے کہ:

وَلَا تُبَٰشِرُوهُنَّ وَأَنتُمۡ عَٰكِفُونَ فِي ٱلۡمَسَٰجِدِۗ تِلۡكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَقۡرَبُوهَاۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَّقُونَ (2-187)

آپ اپنی گھر والیوں سے مباشرت نہ کریں ایسے حال میں جب تم لوگ (ایمر جنسی ڈیوٹیوں کی وجہ سے جسطرح بجٹ تیار کرنے کے دنوں میں رات دن آفیسوں میں کام کیا جاتا ہے اپنی آفیسوں میں (رات دن) ڈیوٹیاں کرنا، یہ عاکفون فی المساجد کی معنی میں ہے یہ اللہ کے قوانین ہیں پھر ان قوانین کی حدود شکنی کے قریب بھی نہ جائیں" (دیکھو کہ) کسطرح اللہ اپنی باتیں لوگوں کیلئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ ان قوانین کی انحرافی سے خوف کھائیں اور ڈریں۔ و انتم عاکفون فی المساجد = لفظ عکف کی معنی ہے الجھی ہوئی چیز کو سلجھانا، درست کرنا، جیسے الجھے ہوئے بالوں کو کنگھی دیکر درست کیا جاتا ہے، مسجد اور مساجد کی معنی

توحکومت کی آفیسیں ہیں جو وہاں سے جاری ہونے والے احکامات اور فیصلوں کی اطاعت کیلئے جھکا جاتا ہے، امامی علوم کی روایات نے جو اعتکاف فی المساجد کا تصور دیا ہے یہ رہبانیت کی راہ پر امت کولانے کا ایک حربہ ہے اور دین کو مذہب میں بدلنے کا چکر ہے۔

اس بحث کے اخیر میں افسران کو رشوت خوری اور قومی بجٹ میں خیانت کرنے سے بازرہنے کی تنبیه

وَلَا تَأۡكُلُوٓاْ أَمۡوَٰلَكُم بَيۡنَكُم بِٱلۡبَٰطِلِ وَتُدۡلُواْ بِهَآ إِلَى ٱلۡحُكَّامِ لِتَأۡكُلُواْ فَرِيقٗا مِّنۡ أَمۡوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلۡإِثۡمِ وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ (188-2)ترجمہ:

اور اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ، اور (ناہی) ان مالوں کے ذریعہ حکام بالا تک کی رسائی کرو، جس سے تم بیوروکریسی والوں کا کوئی فریق، عوام کی بجٹ میں سے گناہ کے ذریعے کھانہ جائے،(ایسے حال میں کہ جانتے بھی ہو کہ اسطرح سے ریاست کی ستیاناس ہوجائے گی

محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ اس مبحث صوم کے شروع میں اللہ نے حکمرانوں کو فرمایا کہ آپ کے اوپر جو (دوران تربیت) صیام فرض کئے جاتے ہیں اس سے مقصود یہ ہے کہ آپکے اندر عوام کے اوپر حکمرانی کرتے وقت قوانین سے انحرافی اور حدود شکنی کرنے سے خوف اور ڈر پیدا ہو" پھر آیت (186-2) میں فرمایا کہ ان قوانین کی تعلیم سے مقصد لتکبروا الله على ماهديٰكم ولعلكم تشكرون ہے، یعنی" دنیامیں قوانین الاہی کی برتری اور انکی افادیت کا لوگوں کو احساس دلانا ہے" پھر اس مبحث صوم کے اختتام والی آیت (188-2) میں فرمایا کہ قومی خزانے میں مالی کرپشن سے دور رہیں ورنہ تمہاری سلطنت دھڑام سے گر کر بکھر جائے گی۔

صوم کا اپنے جوہر میں عدالتی سزا اور ہرجا نہ ہونے کے ثبوت

وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ أَن يَقۡتُلَ مُؤۡمِنًا إِلَّا خَطَـٔٗاۚ وَمَن قَتَلَ مُؤۡمِنًا خَطَـٔٗا فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٖ مُّؤۡمِنَةٖ وَدِيَةٞ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهۡلِهِۦٓ إِلَّآ أَن يَصَّدَّقُواْۚ فَإِن كَانَ مِن قَوۡمٍ عَدُوّٖ لَّكُمۡ وَهُوَ مُؤۡمِنٞ فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٖ مُّؤۡمِنَةٖۖ وَإِن كَانَ مِن قَوۡمِۭ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُم مِّيثَٰقٞ فَدِيَةٞ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهۡلِهِۦ وَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٖ مُّؤۡمِنَةٖۖ

فَمَن لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ تَوۡبَةً مِّنَ ٱللَّهِۗ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (92-4) اگر کسی شخص نے کسی مخالف قوم کا آدمی غلطی سے قتل کیا جس قوم کے ساتھ تمہارا بھائیچارے کا معاہدہ تھا تو اسکے بدلے میں مقتول کے وارثوں کو خون بہا، دینا ہو گا اور ایک مؤمن غلام آزاد کرنا ہو گا (یہ بات اس زمانہ کی ہے جب معاشرہ میں غلام موجود تھے اب نہیں ہیں) پھر جو شخص اپنے پاس یہ ہرجانے نہ پاسکے تو اسے توبہ کی قبولیت کیلئے (بطور سزا) دوماہ مسلسل صوم رکھنے ہونگے۔ اللہ جاننے والا اور حکیم ہے۔ محترم قارئین! اس آیت کریمہ پر غور فرمائیں کہ صوم اس مقام پر ہرجانہ اور دیت کے طور پر لاگو کیا گیا ہے۔

صوم کے ہرجانہ اور جرمانہ ہونے کی دوسری مثال

لَا يُؤَاخِذُكُمُ ٱللَّهُ بِٱللَّغۡوِ فِيٓ أَيۡمَـٰنِكُمۡ وَلَـٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ ٱلۡأَيۡمَـٰنَۖ فَكَفَّـٰرَتُهُۥٓ إِطۡعَامُ عَشَرَةِ مَسَـٰكِينَ مِنۡ أَوۡسَطِ مَا تُطۡعِمُونَ أَهۡلِيكُمۡ أَوۡ كِسۡوَتُهُمۡ أَوۡ تَحۡرِيرُ رَقَبَةٍۖ فَمَن لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ ثَلَـٰثَةِ أَيَّامٍۚ ذَٰلِكَ كَفَّـٰرَةُ أَيۡمَـٰنِكُمۡ إِذَا حَلَفۡتُمۡۚ وَٱحۡفَظُوٓاْ أَيۡمَـٰنَكُمۡۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمۡ ءَايَـٰتِهِۦ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ (89-5) اللہ پاک تمہارے فضول اور بغیر ارادہ والے قسموں پر تم سے گرفت نہیں کریگا لیکن ان قسموں پر پکڑ ہو گی جن قسموں سے تم نے ایگریمنٹ اور معاہدے کئے ہونگے، انکا جرمانہ اور ہرجانہ دس مسکینوں کو درمیانہ قسم کا کھانا کھلانا ہے، جسطرح کا آپ لوگ گھروں میں کھاتے ہو، اپنے اہل کے ساتھ یا کفارہ ہو گا دس عدد آدمیوں کے لباس کی قیمت کے برابر، یا غلام کو آزاد کرنا کفارا ہو گا، پھر جو کوئی شخص یہ جرمانے نہ پاسکے تو وہ تین دن کے صوم رکھے (بطور سزا کے)، یہی کفارہ ہے تمھارے قسموں کا، جب تم قسمیں اٹھا کر توڑتے ہو۔

گناہوں کے وبال میں روزوں کے کفارہ ہونے کی تیسری مثال

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقۡتُلُواْ ٱلصَّيۡدَ وَأَنتُمۡ حُرُمٌۚ وَمَن قَتَلَهُۥ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ ٱلنَّعَمِ يَحۡكُمُ بِهِۦ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنكُمۡ هَدۡيَۢا بَـٰلِغَ ٱلۡكَعۡبَةِ أَوۡ كَفَّـٰرَةٌ طَعَامُ مَسَـٰكِينَ أَوۡ عَدۡلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمۡرِهِۦۗ عَفَا ٱللَّهُ عَمَّا سَلَفَۚ وَمَنۡ عَادَ فَيَنتَقِمُ ٱللَّهُ مِنۡهُۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ ذُو ٱنتِقَامٍ (95-5) اے وہ

لو گو! جو مؤمنین کی جماعت میں سے ہو! جب تم حدود حرم میں ہو تو شکار کو نہ مارو۔ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر شکار کو مارا ہو تو پھر اس کی جزا اس شکار کے برابر ہو گی چار پایوں میں سے – جسکی جزا کے تعین کا فیصلہ دو عدد عادل لوگ تم میں سے کرینگے، اور شکار کردہ جانور کو کعبہ کے مہمانوں کو بطور ہدیہ دیا جائے۔ (اگر شکاری بدلہ نہیں دے سکتا تو) مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر اسکی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اسکے برابر صیام رکھے۔ (مسکینوں کا عدد اور صیام کا عدد، یہ بھی دو عادل لوگ مقرر کرینگے) یہ مساکین کو کھانا کھلانا، یا شکار جیسا جانور بدلے میں دینا یا اتنے صیام رکھنا یہ سب اسکے کئے ہوئے جرم اور وبال کا کفارہ ہے۔ محترم قارئین! اس آیت کریمہ میں صوم کو کفارہ اور وبال یعنی سزا اور مصیبت کہا گیا ہے، سوچنے کا مقام ہے کہ روایت سازوں نے اسکے مقابل انکے والے روزوں کے کیا- کیا تو فضائل مشہور کئے ہیں جو اللہ نے تو اپنے لئے اعلان فرمایا کہ: فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ وَاللّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ (108-9) یعنی اللہ پاکائی رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہے تو علم حدیث بنانے والوں نے حدیثیں بنادیں کہ اللہ کو روزہ دار کے منہ کی بدبو بہت پسند ہے اسلئے روزہ دار مونہہ صاف نہ کریں۔ قرآن میں صوم کو ہرجانہ اور سزا کے طور پر بیان کرنے کی چوتھی مثال جناب قارئین! سورۃ المجادلہ کی دوسری آیت کریمہ سے قرآن حکیم میں ظہار کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ غصہ میں آکر اپنی گھر والی یعنی بیوی کو ماں کہ دیتے ہیں ، کہ آئندہ تو میرے لئے میری ماں کی طرح مجھ پر حرام ہے، تو قرآن حکیم نے فرمایا کہ اسکے اس قول سے بیوی، ماں تو نہیں بنجاتی لیکن اسکے بیہودہ اور جھوٹے قول سے رجوع کیلئے جرمانہ میں اس آدمی کو غلام آزاد کرنا ہے، اگر اسکے پاس غلام نہ ہو تو قرآن کا فرمان ہے کہ: فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّاۖ فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًاۚ ذَٰلِكَ لِتُؤْمِنُواْ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۚ وَتِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِۗ وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ (58-4) غور کیا جائے کہ یہ دوماہ کے صوم رکھنا ایسے مجرم کی سزا کیلئے بتائے گئے ہیں جسکو منکرا من القول وزورا" کہا گیا ہے یعنی غیر معروف، غیر قانونی جھوٹا قول، جسکی

سزا بتائی گئی ہے، غلام کو آزاد کرنا یا لگاتار دو ماہ صوم رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا" اس حقیقت کی روشنی میں صوم عدالتی سزا قرار پاتی ہے، ان آیات میں یہ مجرموں کی پنشمنٹ کیلئے عدالت والوں کو قوانین الاہی کی حدود سمجھائی گئی ہیں۔ حج و عمرہ کیلئے ہدیہ کا جانور نہ دینے کی صورت میں بدلہ کے طور پر صوم رکھنے کا حکم اسکے لئے بھی آیت (2-196) پڑھی جائے۔

چپ رہنے کا صوم عوام اور پبلک سے بات چیت نہ کرنے اور بات چیت کرنے سے خود کو روک دینے کو بھی صوم کہا گیا ہے، ملاحظہ ہو فَكُلِي وَٱشۡرَبِي وَقَرِّي عَيۡنٗاۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ ٱلۡبَشَرِ أَحَدٗا فَقُولِيٓ إِنِّي نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمَٰنِ صَوۡمٗا فَلَنۡ أُكَلِّمَ ٱلۡيَوۡمَ إِنسِيّٗا(19-26) یعنی کھا پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر (اپنے نوزائدہ بچے عیسیٰ کو دیکھ دیکھ کر) پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو اسے کہو کہ میں نے رحمان کیلئے صوم کی نذر مانی ہے، اسلئے آج کے دن میں کسی بنی بشر سے بات نہیں کرونگی۔ قوانین الاہی پر پابندی سے عمل کرنے کے ساتھ ممنوعات اور اوامر و نواہی کی خلاف ورزی کرنے سے خود پر کنٹرول کرنے والے مردوں اور عورتوں کو والصائمین والصائمات کہا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایا جائے حوالہ (33-35)

خلاصہ مضمون

اس مضمون میں قرآنی آیات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ صوم رکھنے کا وقت فجر کو طلوع آفتاب کے پہلے سے لیکر عشاء تک ہے اور جن پر یہ صوم رکھنا لازم ہے، وہ افسران امن دینے والے عدلیہ اور حکومت چلانے والے ہیں، دوسرے نمبر پر: جو کوئی غلطی سے بغیر ارادے کے قتل کر بیٹھے۔ سوم گھر والی کو ماں کے ساتھ تشبیہ دیکر اسے خود پر حرام کرے، پھر اس سے رجوع کرے۔ چہارم عہد و پیمان یعنی قسم توڑنے والے پر۔ پنجم جو شخص حج و عمرہ کیلئے ہدیہ کا جانور بھیجنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ دس عدد صوم رکھے۔ چھٹا وہ شخص جس نے حدود

حرم میں کوئی جانور شکار کیاہو۔ انکا تفصیل کہ ہر جرم کے کتنے -کتنے صوم یہ متعلقہ آیات میں ہم اوپر لکھ کر آئے ہیں۔

جناب قارئین! پورے قرآن میں جتنی بار بھی صوم کا ذکر آیا ہے ان سب کی تعبیر و توضیح، میں اس مضمون میں مکمل طور پر لا چکا ہوں۔ اس سے زائد روزوں کی جتنی بھی فضیلتیں حدیثوں کے علم میں بتائی جاتی ہیں انکا قرآن میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے البتہ قرآن نے روزہ کو سزا اور مصیبت سے تعبیر فرمایا ہے(5-95) روزوں کا عبادات میں سے ہونے کا ذکر پورے قرآن میں کہیں بھی نہیں ہے۔(مضمون ختم)